REGISTERED WITH THE REGISTERAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO R-N.61/57-

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP -23

جلد ۴۴ — شمارہ ۱۹،۱۸

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

شرح چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک
دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

ایڈیٹر:- منیر احمد خادم
نائبین:- قریشی محمد فضل اللہ
محمد نسیم خان

THE WEEKLY BADR QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان - ۱۱ مئی ۱۹۹۵ء

۱۰/۱۱ ذی الحجہ ۱۴۱۵ ہجری — ۱۱/۴ ہجرت ۱۳۷۴ ہش — ۱۱/۴ مئی ۱۹۹۵ء

اخبار احمدیہ

لندن ۵ اپریل سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں۔

احباب جماعت اپنے جان و دل سے پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر مقاصد عالیہ میں معجزانہ کامیابیوں اور خصوصی حفاظت کے لئے درد دل سے دعائیں جاری رکھیں۔

-:-

دین کی خدمت اور اعلائے کلمۃ اللہ کی غرض سے علوم جدیدہ حاصل کرو اور بڑے جدوجہد سے حاصل کرو

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

میں ان مولویوں کو غلطی پر جانتا ہوں جو علوم جدیدہ کی تعلیم کے مخالف ہیں وہ دراصل اپنی غلطی اور کمزوری کو چھپانے کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ ان کے ذہن میں یہ بات سمائی ہوئی ہے کہ علوم جدیدہ کی تحقیقات اسلام سے بدظن اور گمراہ کر دیتی ہیں اور وہ یہ قرار دئے بیٹھے ہیں کہ گویا عقل اور سائنس اسلام سے بالکل متضاد چیزیں ہیں چونکہ خود فلسفہ کی کمزوریوں کو ظاہر کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اس لئے اپنی اس کمزوری کو چھپانے کے لئے یہ بات تراشتے ہیں کہ علوم جدیدہ کا پڑھنا ہی جائز نہیں۔ ان کی روح فلسفہ سے کانپتی ہے اور نئی تحقیقات کے سامنے سجدہ کرتی ہے۔

مگر وہ سچا فلسفہ ان کو نہیں ملا جو الہام الٰہی سے پیدا ہوتا ہے۔ جو قرآن کریم میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ وہ ان کو اور صرف انہیں کو دیا جاتا ہے جو نہایت تذلل اور نیستی سے اپنے تئیں اللہ تعالیٰ کے دروازے پر پھینک دیتے ہیں جن کے دل اور دماغ سے متکبرانہ خیالات کا تعفن نکل جاتا ہے اور جو اپنی کمزوریوں کا اعتراف کرتے ہوئے گڑ گڑا کر سچی عبودیت کا اقرار کرتے ہیں۔

پس ضرورت ہے کہ آج کل دین کی خدمت اور اعلائے کلمۃ اللہ کی غرض سے علوم جدیدہ حاصل کرو۔ اور بڑے جدوجہد سے حاصل کرو۔ لیکن مجھے یہ بھی تجربہ ہے جو بطور انتباہ میں بیان کر دینا چاہتا ہوں کہ جو لوگ ان علوم ہی میں یکطرفہ پڑ گئے اور ایسے محو اور منہمک ہوئے کہ کسی اہل دل اور اہل ذکر کے پاس بیٹھنے کا ان کو موقعہ نہ ملا۔ اور وہ خود اپنے اندر الٰہی نور نہ رکھتے تھے وہ عموماً ٹھوکر کھا گئے اور اسلام سے دور جا پڑے۔ اور بجائے اس کے کہ ان علوم کو اسلام کے تابع کرتے، الٹا اسلام کو علوم کے ماتحت کرنے کی بے سود کوشش کر کے اپنے زعم میں دینی اور قومی خدمات کے متکفل بن گئے۔ مگر یاد رکھو کہ یہ کام وہی کر سکتا ہے یعنی دینی خدمت وہی بجا لا سکتا ہے جو آسمانی روشنی اپنے اندر رکھتا ہو۔

بات یہ ہے کہ ان علوم کی تعلیمیں یادریت اور فلسفیت کے رنگ میں دی جاتی ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان تعلیمات کا دلدادہ چند روز حسن ظن کی وجہ سے جو اس کو فطرتاً حاصل ہوتا ہے، رسوم اسلام کا پابند رہتا ہے۔ لیکن جوں جوں ادھر قدم بڑھاتا چلا جاتا ہے، اسلام کو دور چھوڑتا جاتا ہے اور آخر ان رسوم کی پابندی سے بالکل ہی رہ جاتا ہے اور حقیقت سے کچھ تعلق نہیں رہتا۔ یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے اور ہوا ہے یکطرفہ علوم کی تحقیقات اور تعلیم میں منہمک ہونے کا بہت سے لوگ قومی لیڈر کہلا کر بھی اس رمز کو نہیں سمجھ سکے کہ علوم جدیدہ کی تحصیل جب ہی مفید ہو سکتی ہے جب محض دینی خدمت کی نیت سے ہو اور کسی اہل دل آسمانی عقل اپنے اندر رکھنے والے مرد خدا کی صحبت سے فائدہ اٹھایا جائے۔

میرا ایمان یہی کہتا ہے کہ اس دہریت نما نیچریت کے پھیلنے کی یہی وجہ ہے کہ جو شیطانی حملے الحاد کے زہر سے بھرے ہوئے علوم طبعی، فلسفی یا ہیئت دانوں کی طرف سے اسلام پر ہوتے ہیں۔ ان کا مقابلہ کرنے کے لئے یا ان کا جواب دینے کے لئے اسلام اور آسمانی نور کو عاجز سمجھ کر عقلی ڈھکوسلوں اور فرضی اور قیاسی دلائل کا کام میں لایا جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایسے مجیب قرآن کریم کے مطالب اور مقاصد سے کہیں دور جا پڑتے ہیں۔ اور الحاد کا ایک چھپا ہوا پردہ اپنے دل پر ڈال لیتے ہیں جو ایک وقت اگر اللہ تعالیٰ اپنا فضل نہ کرے تو دہریت کا جامہ پہن لیتا ہے اور وہی رنگ دل کو دیتا ہے جس سے وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔

آج کل کے تعلیم یافتہ لوگوں پر ایک اور بڑی آفت جو آ پڑی ہے وہ یہ ہے کہ ان کو دینی علوم سے مطلق مس نہیں ہوتا۔ پھر جب وہ کسی ہیئت دان یا فلسفہ دان کے اعتراض پڑھتے ہیں تو اسلام کی نسبت شکوک اور وساوس ان کو پیدا ہو جاتے ہیں، تب وہ عیسائی یا دہریہ بن جاتے ہیں۔ ایسی حالت میں ان کے والدین بھی ان پر ظلم کرتے ہیں کہ دینی علوم کی تحصیل کیلئے ذرا سا وقت بھی ان کو نہیں دیتے، اور ابتداء ہی سے ایسے دھندوں اور بکھیڑوں میں ڈال دیتے ہیں جو انہیں پاک دین سے محروم کر دیتے ہیں۔

یہ بات بھی غور کرنے کے قابل ہے کہ دینی علوم کی تحصیل کیلئے طفولیت کا زمانہ بہت ہی مناسب اور موزوں ہے۔ جب داڑھی نکل آئی تب ضرب یضرب یاد کرنے بیٹھے تو کیا خاک ہو گا۔ طفولیت کا حافظہ تیز ہوتا ہے انسانی عمر کے کسی دوسرے حصہ میں ایسا حافظہ کبھی بھی نہیں ہوتا..... مختصر یہ کہ تعلیمی طریق میں اس امر کا لحاظ ادر خاص توجہ چاہیئے کہ دینی تعلیم ابتداء سے ہی ہو۔ اور میری ابتداء سے یہی خواہش رہی ہے اور اب بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو پورا کرے۔ (ملفوظات جلد اول مطبوعہ لندن صفحہ ۶۸ تا ۷۰)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بورڈ بدر قادیان

مُسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام ملاقات سے

مُسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" مورخہ ۱۳ر جنوری ۱۹۹۵ء میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بعض عمومی سوالات کے جوابات ارشاد فرمائے ہیں۔ اس پروگرام کو مکرم یوسف سلیم صاحب ملک نے مرتب فرمایا ہے۔ جسے ہم الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ یہاں درج کر رہے ہیں۔

(ادارہ)

عبد کا وسیع تر مفہوم

سب سے پہلے ایک ہندو دوست کا تحریری سوال پیش ہوا کہ اگر کوئی شخص کسی مذہب کا سہارا لئے بغیر اللہ تعالیٰ کو نہایت کرب سے پکارتا ہے تو کیا اللہ تعالیٰ اس کی پکار کو سنتا ہے اور اسے راہ ہدایت دکھاتا ہے یا پہلے اس کا کسی مذہب پر ایمان لانا شرط ہے؟

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قرآن کریم تو بڑے واضح رنگ میں اور کھلے طور پر فرماتا ہے "اذا سالک عبادی عنی فانی قریب" (البقرہ: ۱۸۷) عباد کا لفظ تو تمام بنی نوع انسان پر حاوی ہے۔ مگر عبد کا معنی وہی ہے جو انہوں نے خود بیان کر دیا ہے۔ اگر کوئی شخص خدا کی خالص محبت میں سچائی کے ساتھ پکارتا ہے تو وہ عبد ہے اس کی پکار ضرور سنی جائے گی۔

دُعا کے بارہ میں اہل فلسفہ کے اعتراضات کی اصل حقیقت

مشہور فلسفی برٹرینڈ رسل کے دعا پر اعتراض کے بارہ میں ایک دوست نے یہ سوال اٹھایا کہ مغربی مادی دنیا میں دعا کا مفہوم پوری طرح سمجھ میں نہیں آتا۔ کچھ مذاق اڑائے جاتے ہیں۔ اعتراض ہوتے رہتے ہیں۔ چنانچہ برٹرینڈ رسل نے بھی معروضی دعاؤں (PETITIONAL PRAYERS) پر اعتراض اٹھایا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مذہبی لوگ ایک طرف تو یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ کائنات کا نظام خدا تعالیٰ کی کامل قدرت، کامل علم اور کامل انصاف پر مبنی ہے اور پھر یہ بھی اعتقاد رکھتے ہیں کہ ان کا اپنا علم خدا تعالیٰ کے علم کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ لیکن دوسری طرف وہ اپنے آپ کو ایک کوٹھڑی میں بند کر لیتے ہیں اور رہی سہی روشنی بھی بجھا دیتے ہیں اور اس اندھیرے میں وہ خدا سے یہ کہتے ہیں کہ امر اس طرح نہیں بلکہ اس طرح کر کہ میرے لئے زیادہ اچھا ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس نے جو نقشہ کھینچا ہے وہ تو واقعی بڑا خوفناک ہے۔ ہمیں بھی اس پر اعتراض ہے۔ انہوں نے مذہبی لوگوں کی تصویر کچھ اپنے ذہن میں خود بنائیں اور کچھ اس زمانے کے جو مذہبی لوگ تھے ان کا بھی قصور ہے۔ انہوں نے غلط رنگ میں مذہب کو پیش کیا اور چونکہ فلسفی کا دماغ آزاد تھا اس نے اس کے اندر جو مخفی یا مضمر جتنے بھی بے ہودہ تصورات تھے ان کو پکڑا اور دنیا میں یہ تاثر پیش کیا کہ خدا کوئی نہیں ہے کیونکہ خدا کو پیش کرنے والے پاگل ہیں۔ یہ تو کوئی دلیل نہیں ہے۔

برٹرینڈ رسل کو پڑھ کر آئن سٹائن نے بھی مذہب پر اعتراض کئے ہیں اور خاص طور پر یہ اعتراض بھی اٹھایا ہے۔ پس دراصل یہ مذہب کے غلط تصورات کی پیداوار ہے۔ انہوں نے مذہب کو نقصان پہنچایا ہے۔ بقول برٹرینڈ رسل دروازے بند کر لئے اور اندھیرے میں بیٹھ گئے اور کہا کہ بس ہمیں جو ملتا ہے وہ یہیں ہم کو مل جائے گا اور یا روشنی دیکھنے والے تھے ان کو صاف پتہ چلا کہ کچھ بھی نہیں ہے۔ تو دو حصوں میں بٹ گئے یا جاہل مطلق مذہبی لوگ یا کچھ روشنی رکھنے والے لا مذہب لوگ جو اصل روشنی کی رو میں سے ہٹ گئے۔ پس یہ تضادات ہیں جو جہالت کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں اور اگر مذہب کو اس طرح سمجھا جائے جس طرح قرآن کریم نے پیش کیا ہے تو جتنے فلسفی وغیرہ ہیں ان کے اعتراضات اٹھتے ہی نہیں تھے۔

آئن سٹائن کتنا عقل والا مشہور ہے لیکن اعتراض کی بنیاد چونکہ برٹرینڈ رسل پر رکھی ہوئی ہے، وہ اس کے فلسفہ سے بڑا متاثر تھا اس کو یہ نہیں پتہ کہ برٹرینڈ رسل کی آگے بنیاد کوئی نہیں ہے وہ جو بات کرتا ہے وہ بگڑے ہوئے پادریوں کی باتیں کر رہا ہے اس سے ہمیں کیا تعلق ہے۔

کان عرشہ علی الماء کا حقیقی مطلب

ایک دوست نے آیت الکرسی کا یہ حصہ پڑھا "وسع کرسیہ السموٰت والارض" (البقرہ: ۲۵۶) اللہ تعالیٰ کی حکومت زمین و آسمان پر حاوی ہے اور پھر ایک دوسری آیت میں فرمایا "کان عرشہ علی الماء" (ہود: ۸) کہ اس کی حکومت پانی پر ہے اس سے انہوں نے یہ سوال اٹھایا کہ جب آسمان اور زمین کے اندر پانی شامل ہے تو پانی کی حکومت کو الگ طور پر بیان کرنے کی کیا وجہ ہے؟

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سائل کی تھوڑی سی ذہنی تشحیذ کے بعد فرمایا "کان عرشہ علی الماء" سے مراد یہ نہیں ہے کہ خدا کی کوئی روح ہے اور جس طرح بگڑی ہوئی بائبل میں تصور موجود ہے کہ وہ پانیوں پر تیرتی پھرتی ہے اور کچھ تھا ہی نہیں، یہ تو نہایت جاہلانہ تصور ہے۔ اس کا الٰہی صحیفوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ صحیفوں کو بگاڑنے والوں سے تعلق ہے۔ "کان عرشہ علی الماء" کا صرف اتنا مطلب بنتا ہے کہ اس کی روحانی تخت گاہ زندگی پر منحصر تھی پانی سے اس نے ہر زندہ چیز کو پیدا کیا ہے اور پانی کے نتیجہ میں جو زندگی پیدا ہوتی تھی وہ ہے اصل چیز جس پر خدا کی تخت گاہ نے قائم ہونا تھا یعنی وہ انسان پیدا ہونے تھے، وہ پاکیزہ دل پیدا ہونے تھے جن پر اللہ اپنا جلوہ دکھاتا ورنہ خالی مادی دنیا جس پر کوئی زندگی اور کوئی جان نہیں اس پر حکومت ایک مکینیکل سا رنگ رکھتی ہے اور اس میں کوئی گہرا مفہوم نہیں پایا جاتا۔ پس یہاں عرشہ علی الماء سے مراد یہ ہے کہ اس کا اصل عرش درحقیقت کائنات کی پیدائش کا اصل مقصد تھا اور وہ زندگی عطا کرنا تھا جس کے نتیجہ میں پھر وہ انسان پیدا ہوئے جن پر اللہ کا عرش قائم ہوا۔

"وسع کرسیہ السموٰت والارض" میں کرسی کا ایک ترجمہ علم ہے اور اس کے متعلق میں پہلے اپنے ترجمہ میں بھی گفتگو کر چکا ہوں۔ اس کا مطلب ہے کہ اللہ کا علم ہر چیز پر حاوی اور وسیع ہے اور چونکہ طاقت علم سے پیدا ہوتی ہے اس لئے لوگوں نے یہاں عرش کا معنی بھی پیدا کر لیا ہے اور معنوں میں کہ اس کی طاقت اور اس کی قوت علم کے ذریعہ سے قائم ہے۔

تثلیث کے عقیدہ کے خلاف مؤثر دلیل

عیسائیوں کے ساتھ تثلیث پر گفتگو کرنے کے لئے سب سے زیادہ مؤثر دلیل کے بارہ میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے حضور انور نے سائل سے دریافت فرمایا آپ کا کیا تجربہ ہے۔ انہوں نے عرض کیا بائبل میں حضرت یونسؑ کے واقعہ کے حوالہ سے حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا تھا کہ جس طرح حضرت یونسؑ مچھلی کے پیٹ سے زندہ نکل آئے تھے اسی طرح حضرت مسیح نے فرمایا کہ میں بھی قبر سے زندہ نکل آؤں

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

YUBA
QUALITY FOOT WEAR
بانی پولیمرز
کلکتہ - ۷۰۰۰۴۶
ٹیلیفون نمبرز
43-4028-5137-5206

طالبانِ دُعا -
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۶ بینٹنگ لین کلکتہ - ۷۰۰۰۰۱

ارشادِ نبوی صلعم
اَلسَّفَرُ قِطْعَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ
سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے
- (منجانب) -
کے از ارکین جماعت احمدیہ بمبئی

خطبہ جمعہ

علم و حکمت کے اوپر بہت زور دینے کی ضرورت ہے

روحانی، دینی اور دوسرے ہر قسم کے علوم کو جو حکمت کے تابع بیان ہوئے ہیں جماعت میں ترویج دینے کی بہت ضرورت ہے

ارشاد فرمودہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بتاریخ ۱۰ تبلیغ ۱۳۷۴ ہش / ۱۰ فروری ۱۹۹۵ء بمقام مسجد فضل لندن۔

خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور نے درج ذیل آیات کی تلاوت کی :۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝
هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ (سورۃ الجمعہ ۲، ۳)

پھر فرمایا: حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی رسالت کے چار عظیم فرائض جو آپ کے سپرد تھے اور آپ کی رسالت کا خلاصہ ہیں انہیں آیت کریمہ میں بیان فرمائے گئے ہیں جس کی میں نے تلاوت کی ہے۔ اوّل مقصد ہر رسول کی بعثت کا خدا تعالیٰ کی آیات پڑھ کر سنانا ہوتا ہے اور اسی طرح باقی تین مقاصد بھی جو بیان ہوئے ہیں وہ بھی دراصل رسالت کے مقاصد ہیں مگر بطور خاص حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ذات میں یکجائی صورت میں جس شان اور جس اعلیٰ ترتیب کے ساتھ قرآن کریم نے بیان فرمائے ہیں ایسا ذکر دوسری کتابوں میں نہیں ملتا۔ اس تفصیلی بحث کی خاطر آج یہ میں نے تلاوت نہیں کی بلکہ اس کے ایک حصے پر روشنی ڈالنا مقصود ہے۔

اوّل یہ کہ وہ آیات پڑھتا ہے اور ان آیات کی تلاوت کے نتیجے میں اللہ کو بندوں کے قریب کر دیتا ہے اور بندوں کو یہ توفیق ملتی ہے کہ ان آیات کے ذریعے براہ راست اپنے رب سے تعلق قائم کر سکے اور جوں جوں یہ تعلق براہ راست قائم ہوتا چلا جاتا ہے ان کا تزکیہ نفس ہوتا ہے۔ اور یہ تزکیہ نفس بھی محتاج رہتا ہے رسول کی صحبت کا، رسول کے اعلیٰ اور پاکیزہ اثر کا۔ اور کوئی ایسی بات نہیں جو از خود حاصل ہو رہی ہو۔ بظاہر براہ راست تعلق تو ہوتا ہے لیکن محمد رسول اللہ کی تلاوت کے نتیجے میں جب وہ آیات تلاوت کرتا ہے تو اس میں ایک غیر معمولی طاقت پائی جاتی ہے سچائی کی۔ اور وہ سچائی کی طاقت ہے جو خدا کو گویا سامنے لا کر کھڑا کر دیتی ہے۔ پھر اس رسول کے ایمان اور اس کی تقویت کے نتیجے میں جس خدا کو یہ رسول دیکھتا ہے اس خدا کو اس کے غلام دیکھنے لگتے ہیں اور ان کے نتیجے میں آنکھوں کے سامنے گویا ایمان قائم ہو گیا۔ اس کے نتیجے میں تزکیہ نفس ایک لازمی چیز ہے۔ تزکیہ نفس کا تعلق علم سے اتنا نہیں جتنا کسی طاقتور ہستی کی موجودگی کے احساس سے ہے۔ انسانی قوانین میں بھی یہی بات ہے جو بنیادی طور پر کارفرما ہے اگر انسان کو علم ہو کہ میں ایک طاقتور قانون کی نظر میں ہوں جس کے ہاتھ مضبوط ہیں اور لمبے ہیں اور مجھے پہنچ سکتے ہیں تو جب تک یہ شعور موجود ہے یہ احساس موجود ہے انسان گناہ نہیں کر سکتا یعنی دنیا کا گناہ بھی نہیں کر سکتا۔

تو دراصل تلاوت آیات کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جس کامل یقین اور شان اور قوت کے ساتھ تلاوت آیات کرتے ہیں وہ دلوں میں ڈوبتی چلی جاتی ہے اور غائب خدا کو گویا حاضر کرتی چلی جاتی ہے اور اس کے نتیجے میں ایسے لوگوں کا تزکیہ ایک طبعی اور لازمی امر ہے مگر رسول کی برکت کے نتیجے میں اس کے ساتھ ساتھ ہوتا ہے۔ وہی رسول آج بھی زندہ ہے یعنی روحانی اثرات کے لحاظ سے اور تلاوت بھی موجود ہے مگر وہ اثر دکھائی نہیں دے رہا جو اس زمانے میں ظاہر ہوا اور جس کا قرآن کریم گواہ بن گیا۔ وہ سنتے تھے اور پاک ہوتے چلے جاتے تھے تو صحبت رسالت ایک بہت ہی عظیم کام ہے جو رسالت کے فرائض میں شامل ہے اور اس کی ضرورت سے انکار نہیں ہو سکتا۔ تلاوت اپنی جگہ مگر رسول کی ذاتی صحبت اور اس کے تقدس سے تزکیہ حاصل کرنا یہ مضمون بھی ساتھ ساتھ چل رہا ہے۔

پھر فرمایا "ویعلمھم الکتاب والحکمۃ" وہ انہیں کتاب کا علم بھی دیتا ہے اور حکمت کا علم بھی دیتا ہے "یعلم" کا جو فعل ہے دونوں پر چسپاں ہو رہا ہے۔ "یعلمھم الکتاب" یعنی ان کو کتاب سکھاتا ہے" و یعلمھم الحکمۃ" اور ان کو حکمت سکھاتا ہے۔ یہ وہ مضمون ہے جس کے متعلق یعنی علم اور حکمت کے مضمون سے متعلق میں چند احادیث آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ علم اور حکمت ایک ایسی دائمی چیز ہیں جو اگر رسول موجود نہ بھی ہو تو اس کی خیر و برکت کو قوم میں جاری کرنے کا ایک بہت ہی اہم ذریعہ ہیں۔ اور علم و حکمت ایک زمانے میں رسالت کی نمائندگی کا حق ادا کرتے ہیں اس لئے علم و حکمت کے اوپر بہت زور دینے کی ضرورت ہے اور روحانی اور دینی علوم ہوں اور دوسرے ہر قسم کے علوم ہوں جو حکمت کے تابع بیان ہوئے ہیں ان کو جماعت میں ترویج دینے کی بہت ضرورت ہے اور رمضان کا مہینہ خاص طور پر چونکہ مقاصد رسالت کو قائم کرنے اور جاری کرنے میں بہت ہی مفید اور ممد مہینہ ہے اور ہمارے یہ کام جو آنحضورؐ کی غلامی میں ہم نے اپنے اوپر فرض کر رکھے ہیں ان کو یہ مہینہ آسان بنا دیتا ہے، اس لئے علم و حکمت سے تعلق رکھنے والی نصیحتیں میں آج آپ کو کرنی چاہتا ہوں تاکہ رمضان کی برکت سے وہ اثر جو پہلے نہیں ہو سکا اب اس مہینے کی برکت سے وہ اثر قائم ہو اور اس کے نتیجے نکلیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں یہ ابن ماجہ کی حدیث ہے۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم

(ابن ماجہ باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم)

کہ علم کا طلب کرنا یہ ہر مسلمان کا فرض ہے اب یہ دیکھیں فریضہ استاد سے ہٹا کر شاگرد پر ڈال دیا گیا ہے۔ استاد جو محمد رسول اللہؐ غلام ہے اور محمد رسول اللہ کے نقش قدم پر چلتا ہے اس نے تو علم پھیلانا ہی پھیلانا

لیکن جنہوں نے اس سے فائدہ اٹھانا ہے ان پر اگر فرض نہ کیا جائے تو وہ ہلکے انداز میں بعض دفعہ باتوں کو لیتے ہیں اور اس پیروی کو ایک زائد خدمت کے طور پر سمجھتے ہیں کی تو بہتر ہے، نہ کیا تو کوئی حرج نہیں۔ اس غلط فہمی کا ازالہ ہمیشہ کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد نے فرمادیا کہ "طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم" اگر تم مسلمان کہلاتے ہو تو یاد رکھو علم کی طلب کرنا اور کرتے چلے جانا یہ تمہاری شخصیت کا حصہ بن چکے ہیں اور اس کو چھوڑ کر تم حقیقی معنوں سے مسلمان نہیں کہلا سکتے۔

پھر ابن ماجہ ہی کی ایک حدیث ہے عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال افضل الصدقۃ ان یتعلم المرء المسلم علما ثم یعلمہ اخاہ المسلم۔ (ابن ماجہ باب ثواب معلم الناس الخیر)

اب یہاں بھی ہمیں اساتذہ کی جو ضرورت ہے اسکا رستہ بھی وہی تجویز فرمایا جو پہلی حدیث میں بیان گیا ہے۔ فرمایا ہے مسلمان پر فرض ہے کہ وہ علم سیکھے پھر سکھائے۔ یعنی استاد بننے کے لئے بھی ذمہ داری طالب علم پر ہے وہ پہلے علم سیکھے اور پھر آگے اس کو جاری کرے اور اپنے بھائیوں کو یا اس طرح علم کی ترویج کرے۔

پھر حضرت اقدس محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں یہ الترغیب والترہیب سے حدیث لی گئی ہے۔

"عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالےٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعلموا العلم وتعلموا للعلم السکینۃ والوقار وتواضعوا لمن تعلمون منہ"
(الترغیب والترھیب باب الترغیب فی اکرام العلماء)

کہ علم حاصل کرو اور وقار اور سکینت کو اپناؤ۔ وقار سے مراد علم سے متعلق ایسا رویہ اختیار کرنا ہے کہ علم کی تم قدر کرتے ہو، اس کی عظمت کو پہچانتے ہو اور ہلکی پھلکی بات کے طور پر نہیں لیتے بلکہ پورا وزن دیتے ہو۔ اس بات کو اس کو وقار کہتے ہیں وقر ویسے وزن کو کہتے ہیں اور بوجھ کو بھی کہتے ہیں مگر وقار لفظ ہمیشہ اعلیٰ معنوں میں عظمت کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے مراد یہ ہے کہ علم کی توقیر کرو اسے بلند مرتبہ سمجھو اور پھر علم حاصل کرو اور سکینت کو اپناؤ۔ سکینت افراتفری کے علم حاصل کرنے والے پر چسپاں نہیں ہوتا۔ لفظ سکینت۔ آیا بیٹھا بے چین ہوا کچھ حاصل کیا بھاگ گیا۔ اس کو سکینت کا علم نہیں کہتے علم سیکھنے کے لئے جہاں علم کا وقار اور اس کی عظمت بٹھانی ہیں جو تسکین ہونا ضروری ہے وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ سیکھنے والا تسکین سے تسلی سے سیکھے اور اس طرح کہیں اور جانے کی افراتفری نہ ہو بلکہ وہاں جم کے بیٹھے کہ ہاں مجھے یہیں لطف آرہا ہے۔ اور یہی میرے وقت کا بہترین مصرف ہے اس کے بغیر لفظ تسکین اس طالب علم پر چسپاں نہیں ہو سکتا جو آیا گیا، سرسری نظر سے دیکھا، کچھ ملا تو ٹھیک، نہ ملا تو واپس۔

> تزکیہ نفس کا تعلق علم سے اتنا نہیں جتنا کسی طاقتور ہستی کی موجودگی کے احساس سے ہے۔ اگر ایک انسان کو علم ہو کہ میں طاقتور قانون کی نظر میں ہوں جس کے ہاتھ مضبوط ہیں اور لمبے ہیں اور مجھے پہنچ سکتے ہیں تو جب تک یہ شعور موجود ہے، یہ احساس موجود ہے، انسان گناہ نہیں کر سکتا۔

پھر فرمایا "وتواضعوا لمن تعلمون منہ" اور جن سے تم علم سیکھتے ہو ان سے بھی انکسار کا معاملہ کرو۔ ان سے بھی ادب اور احترام کا معاملہ کرو کیونکہ اس سے علم پڑھانے والے کو علم سکھانے والے کو بھی تقویت نصیب ہوتی ہے اور علم کا مرتبہ بڑھتا ہے۔

یہ جو علم سکھانے والے کے ساتھ عزت و احترام کا معاملہ ہے، یہ محض دینی علم سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ دنیا کے تمام علوم سے تعلق رکھتا ہے اور دنیا کی تمام قومیں جہاں علم پڑھانے والوں کا وقار اٹھ گیا جہاں انکا احترام باقی نہیں رہا ان کے ہاں علمی معیار ہمیشہ تنزل اختیار کر گیا ہے۔ اور آج انگلستان میں بھی یہ بحث اب بہت زور سے اٹھائی جارہی ہے کہ ہمارے طالب علم اپنے استادوں کی عزت نہیں کرتے ان کا احترام نہیں کرتے ان کا کوئی ادب ان کے دل میں نہیں نتیجتاً اب وہ گستاخ اور بدتمیز ہو چکے ہیں بلکہ بعض استادوں پر حملے کرتے ہیں اور ان استادوں کو کوئی تحفظ نہیں ہے نتیجتاً استادوں کے دل میں بھی علم سکھانے کا شوق باقی نہیں رہا کہاں یہ جان ڈال کر ایسا کیا کرتے تھے اور اب کہتے ہیں ٹھیک ہے جس نے سیکھنا ہے سیکھے باقی جائیں جہنم میں جو مرضی کریں۔ پس علم کو گہرا نقصان پہنچتا ہے اگر طالب علم تعلیم دینے والے کی عزت نہ کرے ہندوستان میں کسی زمانے میں یہ خوبی بہت تھی کہ استاد کی گہری عزت پائی جاتی تھی اور محاورہ "زانوئے ادب تہہ کرنا" یہ بھی اس بات کی نشاندہی کرتا ہے۔ کہ ادب سے گھٹنے ٹیک کر، زمین پر لگا کر، تہہ کر کے بیٹھا کرتے تھے۔ لیکن پھر رفتہ رفتہ یہ چیزیں اٹھنی شروع ہو گئیں۔ آج سے بہت پہلے یہ تنزل شروع ہوا ہے اور اکبر الہ آبادی نے اس مضمون کو یوں باندھا ہے۔ ؎

دن وہ بھی تھے کہ خدمت استاد کے عوض ☆ دل چاہتا تھا ہدیہ دل پیش کیجئے

ایسا بھی زمانہ تھا کہ جب استاد ہماری خدمت کیا کرتا تھا کہ دل سے یہ آواز اٹھا کرتی تھی کہ اتنے عظیم محسن کے لئے تو ہدیہ دل پیش ہونا چاہیئے ؎

بدلہ زمانہ ایسا کہ لڑکا پس از سبق

اب زمانہ ایسا بدل گیا ہے کہ سبق کے بعد لڑکا کہتا ہے

"کہتا ہے ماسٹر سے کہ بل پیش کیجئے"

جو بھی تم نے کرنا تھا کر لیا اب پیسے مانگو اور جاؤ چھٹی کرو۔ اور یہ جو بل پیش کرنا ہے یہ بھی دراصل دونوں طرف سے انحطاط کا منظر پیش کرتا ہے کیونکہ عموماً جب تعلیم کے ساتھ اجرت لگ جائے اور تعلیم کا جذبہ اور شوق اساتذہ کو لوگوں کو تعلیم دینے پر آمادہ نہ کرے اس پر اکسائے نہیں بلکہ محض ٹیوشن کی طلب ہو تو پھر لازماً یہی ہوگا کہ پیسوں کی خاطر تم پڑھاتے تھے تو پیسے لو اور چھٹی کرو۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآنی تعلیم کے پیش نظر آیات کو نہ بیچنے کا ایک یہ بھی مفہوم سمجھا ہے کہ قرآنی تعلیم جہاں تک ممکن ہے وہ بغیر معاوضے کے ہو، اس شوق میں ہو کہ قرآن پڑھایا جارہا ہے اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے جماعت میں ایسے بہت سے درس قائم ہو چکے ہیں عورتیں بھی اور مرد بھی قطعاً معاوضہ نہیں لیتے اور اسی روح کو بہت زیادہ ترقی دینے کی ضرورت ہے۔ اور مزید رائج کرنے کی ضرورت ہے۔ مگر وہ اساتذہ جو استاد کے طور پر نوکر ہوں اگر قرآن پڑھانا ہی ان کے فرائض میں ہے تو روپیہ حرام نہیں ہرگز اور یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ قرآن کی آیات بیچتے ہیں۔ اس کا دراصل اور مفہوم ہے مگر ضمناً اس مضمون کو اگر زیادہ آگے بڑھایا جائے تو یہ بھی اس سے شائستہ تعلیم ہمیں ملتی ہے کہ قرآن کریم کو محض قرآن پڑھانے کی محبت میں پڑھاؤ نہ کہ کوئی ذاتی منفعت اس سے وابستہ کر دو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی کی ایک اور حدیث ہے جو ابن ماجہ سے لی گئی ہے۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کَلِمَۃُ الْحِکْمَۃِ ضَالَّۃُ الْمُؤْمِنِ حَیْثُمَا وَجَدَھَا فَھُوَ اَحَقُّ بِھَا
(ابن ماجہ ابواب الزھد باب الحکمۃ)

کہ مومن کے نزدیک، مومن کا طرز عمل علم کی طرف یہ ہے اور یُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ میں علم کے ساتھ حکمت کو جو باندھا گیا ہے اس تعلق میں یہ حکمت والی حدیث میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں "کلمۃ الحکمۃ ضالۃ المومن" حکمت کی بات تو مومن کو یوں لگتا ہے کہ میری ہی گم شدہ چیز تھی جیسے گم شدہ اونٹنی کسی کو مل جائے تو کوئی دینے والا، کوئی دکھانے والا اس لینے والے مالک کی راہ میں اونٹنی کی راہ میں حائل نہیں ہوا کرتا کوئی مالک یہ سوچ کر شرم محسوس نہیں کرتا کہ میری اونٹنی گمی ہوئی تھی فلاں بدو نے دکھائی ہے اسلئے میں نہیں لوں گا وہ اپنا مال سمجھ کے لیتا ہے۔

پس حکمت تو مومن کی شان ہے یہ بہت ہی پیارا کلام ہے اور مومنوں کو ایک عظیم خراج ہے انکی صفات حسنہ کا یعنی محمد رسول اللہ اپنے غلاموں سے توقع رکھتے ہیں کہ جیسا مجھے علم و حکمت سکھانے پر خدا تعالےٰ کی طرف سے مامور فرمایا گیا ہے تم لوگ حکمت کی ایسی قدر کرنے والے ہو یا خدا کے نزدیک تمہارا یہ مقام ہے کہ حکمت کی ایسی قدر کرو کہ گویا وہ تمہارے گھر کی چیز تھی اور جہاں بھی دکھائی

دے اسے قبول کرو۔ بہت ہی گہرا مضمون ہے جیسا کہ میں نے بیان کیا ایک طرف تو مومنوں کے رجحان کے اوپر اس سے بہتر تعریفی کلمات نہیں ہو سکتے تھے کہ حکمت تو ان کی اپنی چیز ہے انہی کو حکمت کی باتیں کرنی چاہئیں، انہی کو حکمت سونپی گئی ہے ان کو آج زمانے میں حکمت کا مالک بنایا گیا ہے اور ساتھ یہ فرمایا کہ جہاں کہیں بھی حکمت ملے بتانے والا اگر حقیر بھی دکھائی دے، غیر بھی دکھائی دے، دشمن بھی ہو تو حکمت تمہاری چیز ہے اسے قبول کرو۔

بعض لوگ کہتے ہیں جی فلاں سے یہ بات آئی ہے ہم نہیں لیتے اور چھوٹے آدمی نے بات کر دی ہے تو وہ برا مناتے ہیں۔ علم کے حصول میں اور حکمت کے حصول میں برا منانے کا مضمون داخل ہی نہیں ہے۔ یہ وہ ڈکشنری ہے جس میں یہ لفظ نہیں ملتا۔ علم بھی اور حکمت بھی۔ مومن کی ساری زندگی کا ایک پیشہ ہے اس کا۔ یا زندگی کا ایک اٹوٹ انگ ہے، زندگی کے اجزاء میں داخل ہے اس لئے کسی لمحہ بھی وہ اس سے الگ نہیں ہو سکتا اور یہ خیال کہ کسی زمانے میں ہم طالب علم تھے اب ہم عالم بن گئے ہیں اور معلم بن گئے ہیں اس خیال کو یہ تمام احادیث باطل قرار دے رہی ہیں جو ہر مومن کو متعلم کے طور پر پیش کر رہی ہیں اور متعلم بناتی ہیں اور پھر معلم بناتی ہیں تو گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے نزدیک مومن کا علم کے حصول کا سفر آخری لمحے تک جاری ہے کیونکہ اگر آخری لمحہ بھی اس کا مومن ہونے کا لمحہ ہے اور اس کے بغیر اس کا سارا ایمان ضائع جائے گا تو وہ بھی حصول علم کا ہی ایک لمحہ ہے۔ پس علم سے کسی وقت بھی مومن کو اس طرح چھٹکارا نہیں ہو سکتا کہ میں اب عالم بن گیا ہوں بالکل بے وقوفوں والی بات ہے۔

مجھے بارہا یہ تجربہ ہوتا ہے بعض غلطیاں ہوتی ہیں اردو کے تلفظ میں بھی انگریزی کے تلفظ میں بھی۔ بعض الفاظ میں بعض دفعہ قرآن کریم کی تلاوت میں زیر زبر کی غلطی ہو جاتی ہے۔ تو بعض احمدی بڑی معذرت سے خط لکھتے ہیں اور جب وہ معذرت شروع ہوتی ہے مجھے سمجھ آجاتی ہے کہ آگے کیا ہونے والا ہے۔ حالانکہ معذرت کا کیا سوال وہ تو محسن ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں اس کی عزت کرو۔ تو معذرت کیسی؟ ایک طرف احسان کرتے ہو دوسری طرف معذرتیں۔ حقیقت یہ ہے کہ علم سیکھنے کا دور ایک دائمی دور ہے۔

ابھی چند دن ہوئے جرمنی سے ایک عزیزہ محمودہ بیگم نے خط لکھا اور بڑی معذرتیں تھیں، میں سمجھ گیا تھا کہ کچھ ہونے والا ہے آگے۔ بات اتنی سی تھی کہ آپ کو تلفظ کی صحیح ادائیگی کا شوق ہے میں جانتی ہوں مگر آپ نے "کانسپریسی" لفظ بولا تھا ایک جگہ تو یہ درست نہیں ہے۔ یہ لفظ "کنسپریسی" ہے تو یہ درست ہے ان کی بات مگر بعض دفعہ غلط تعلیم اگر بچپن میں ہوئی ہو تو وہ ایسے نقش ہو جاتے ہیں کہ انسان کو مدتوں صحیح لفظ سنتے ہوئے بھی پتہ نہیں چلتا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں اور یہ سلسلہ صرف انگریزی میں نہیں اردو میں بھی ہر دوسری زبان میں جاری و ساری ہے۔ کئی دفعہ عرب جو بہت بہتر عربی جانتے ہیں وہ کوئی لفظ غلط تلفظ سے بولتے ہیں ان کی اصلاح کرتا ہوں لیکن یہ مطلب نہیں کہ میں ان پر فائق ہوں۔ عربی زبان کے علم میں وہ فائق ہیں مگر یہ علم کا مضمون ایسا ہے جو دو طرفہ چلتا ہی رہتا ہے کبھی استاد معلم کبھی شاگرد معلم۔ ایک دوسرے سے سیکھتے ہیں اور اس طرح یہ ایک ایسا مضمون ہے جو ہمیشہ ہر عالم کو معلم بھی بناتا ہے اور متعلم بھی بناتا ہے۔ تو "کانسپریسی" لفظ ہے وہ اس لئے غلط ہے کہ تلفظ میں دو حصوں میں سے یا تین حصوں میں سے جس پر زور ہو اس کے والوز (volves) نمایاں بیان کئے جاتے ہیں جس پر زور نہ ہو اس کے والوز (volves) کچھ مٹ جاتے ہیں تو چونکہ کان (con) پر زور نہیں ہے اس لئے کن پڑھا جاتا ہے۔ اور یہ انگریزی کا جو طریق ہے یہ ساری زبان پر حاوی ہے اور ضربیں یعنی ضربیں ہوتی ہیں جس کو SYLLABLES کہتے ہیں ہم یعنی لفظوں کے وہ ٹکڑے جو ایک والو کے ساتھ متعلق ہو کے ایک آواز پیدا کرتے ہیں کانا، وا، یہ ضربیں ہیں تو وہاں سپریسی پہ نشان پڑا ہوا ہے زور کا لغت میں جس طرح سپرٹ کہتے ہیں ہم اس طرح سپریسی کہتے ہیں۔ تو جب سپریسی کہیں گے تو پھر کون نہیں کہہ سکتے پھر کنسپریسی (consipiracy) تو یہ میں آپ کو ضمناً بتا رہا ہوں کہ یہ انگریزی زبان کا تلفظ کا ایک طریق ہے مگر ہمارے ہاں تو روز مرہ یہ چل رہا ہے سلسلہ۔ میرے ساتھ ریسرچ گروپ والے یہاں کے تعلیم یافتہ، یہاں کے جمے پلے بچے، اور بچیاں بیٹھتے ہیں کلاس میں۔ کبھی میں ان کی تصحیح کرتا ہوں کبھی وہ میری تصحیح کرتے ہیں پھر ہم ڈکشنریاں دیکھتے ہیں اور بڑا لطف آتا ہے۔ جس کی تصحیح ہو رہی ہو وہ بھی لطف اٹھاتا ہے جو تصحیح کرتا ہے اس کو بھی ایک مزہ آرہا ہوتا ہے تو معذرتوں کی ضرورت نہیں ہے۔

> **علم اور حکمت ایک ایسی دائمی چیز ہیں جو اگر رسول موجود نہ بھی ہو تو اس کی خیر و برکت کو قوم میں جاری رکھنے کا ایک بہت ہی اہم ذریعہ ہیں۔**

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ہمیں یہ اسلوب سکھلا دیا ہے اور اس سے باہر کوئی شخص نہیں ہے کہ علم سیکھنا تمہاری ذمہ داری ہے اور جو علم کی بات تمہیں بتاتا ہے اس پر غصہ نہیں کرنا۔ اس کے ساتھ عجز کا سلوک کرو، انکساری سے بات کرو، ہاں ہاں جزاک اللہ آپ نے ٹھیک کر دیا۔ اور ساتھ ہی یہ یاد رکھو کہ حکمت کی بات تو تمہاری لونڈی ہے تمہارے گھر کی چیز ہے ویسے محض شرمندگی کی کوئی بات نہیں تمہیں اس پہ ایسا حق ہے جیسے خدا نے تمہیں دے دیا ہے پھر کہیں سے ملے اسے قبول کرو۔

اور اسی ضمن میں میں آپ کو بتاتا ہوں کہ درحقیقت اس خط کے بعد جب میں نے اپنے گزشتہ حالات پر غور کیا تو مجھے پتہ چلا یعنی پتہ تو پہلے ہی تھا لیکن نمایاں طور پر یہ بات ایسی سامنے آئی جو میں نے کہا میں آپ کو بھی بتاؤں کہ جو میرا طالب علمی کا زمانہ تھا وہ تو دراصل طالب علمی کا زمانہ تھا ہی نہیں وہ تو سیر و تفریح اور اپنی مرضی کی کتابیں پڑھنا اور اپنے شوق پورے کرنے کا زمانہ تھا۔ سکول تو ایک مصیبت تھی میرا تو طالب علمی کا زمانہ سکول سے فارغ ہونے کے بعد یا کالج سے فارغ ہونے کے بعد شروع ہوا ہے اور اصل میں طالب علم میں خلیفہ بننے کے بعد بنا ہوں۔ ساری جماعت اللہ کے فضل سے میری معلم ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ وسیلے مجھے عطا فرمائے اور میں جو ان کو دیتا ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تعلیم کے مطابق علم حاصل کرتا ہوں اور علم دیتا ہوں دونوں طرف برابر کا رشتہ ہے۔ سوائے ان باتوں کے جو خدا خاص طور پر سکھلاتا ہے وہ ایک الگ مضمون ہے جس میں بندے کا بیچ میں دخل نہیں ہوتا غیب سے اللہ تعالیٰ مضامین عطا فرماتا ہے، دلوں میں ڈالتا ہے اور اس قوت کے ساتھ وہ مضامین نازل ہوتے ہیں کہ اس میں کسی انسانی تعلیم کا اس کی کوشش کا یا طالب علم کے اپنے کسی علمی نور کا دخل نہیں ہوتا تو اس کے سوا جو روزمرہ کے دستور ہیں ان میں کوئی انسان بھی علم سیکھنے سے بالا نہیں ہے۔

اور جہاں تک دنیاوی علوم کا تعلق ہے ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق قطعی پکی پختہ روایت ہے کہ کھجور لگانے والوں کی ایک غلطی آپ نے دیکھی ایک دفعہ میں نے غلطی سے کہا تھا کہ یہ بھی ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کر رہے تھے۔ وہ یہ غلطی نہیں تھی کچھ اور تھی مجھے بعد میں بتایا گیا مگر لگانے

ڈالوں کو آپ نے دیکھا کہ شاید وہ غلط کر رہے ہیں اور اس پر ان کو سمجھایا کہ کیا ضرورت ہے اس کو چھیڑنے کی اس کو یونہی رہنے دو لیکن چونکہ قریب قریب درخت تھے وہ فصل مر گئی بعد میں حاضر ہوئے کہ یا رسول اللہ آپ نے تو فرمایا تھا اور ہم نے آپ کے علم اور بات کے تقدس میں ویسا ہی کیا اور ہمارے سارے درخت ضائع ہو گئے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے دین سکھانے کے لئے بھیجا ہے، اگریکلچر سکھانے کے لئے تو نہیں بھیجا کہ زراعت سکھاؤں تم لوگوں کو۔ لیکن اس کے باوجود یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے انکسار کا ایک عجیب عظیم الشان مظہر تھا لیکن آپ نے تو ہمیں سب کچھ سکھایا ہے۔ خدا گواہ ہے اپنی ساری زندگی پر نظر ڈالتا ہوں قدم قدم پر ہر علم میں ہر معاملے میں حضرت محمد رسول اللہؐ کی محتاجی محسوس ہوتی ہے۔ کون سا علم ہے جو نہیں سکھایا۔ کھانے پینے کے آداب تک تو سکھائے۔ روزمرہ کے ملنے جلنے اُٹھنے بیٹھنے صحت کے آداب۔ پس یہ مطلب اس حدیث کا نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم صرف دین سکھانے آئے تھے وہ حدیث ظاہر کرتی ہے کہ علم کے لحاظ سے گنجائش موجود ہے وہ جو خدا سے سیکھتا ہے وہ بھی ایک طالب علم ہی رہتا ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جب یہ کہا تو یہ انکساری کی انتہا تھی ورنہ فن حرب آپ نے سکھایا، فن کلام سکھایا، کون کون سے دُنیا کے علوم تھے جو نہیں سکھائے۔ طبابت سکھائی اور بہت ہی عظیم رسول تھے کہ جن کا دائرہ فیض ہر انسانی ضرورت کے دائرے پر پھیلا ہوا تھا۔

> دُنیا کی وہ قومیں جہاں علم پڑھانے والوں کا وقار اُٹھ گیا، جہاں ان کا احترام باقی نہیں رہا ان کے ہاں علمی معیار ہمیشہ تنزل اختیار کر گیا ہے۔

پس یہ بھی بعض دفعہ علماء یہ حدیث پیش کر کے کہتے ہیں دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو زراعت کا علم نہیں تھا۔ یہ غلط ہے۔ زراعت کا ویسے تو علم نہیں تھا مگر اصول زراعت اور جو بنیادی باتیں ہیں اس کی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بیان فرمائے اور قرآن کریم میں درج تھے اور آپ نے بیان فرمانے ہی تھے۔ زراعت کے وہ اُمور جو بنیادی اصولوں کے طور پر ہماری رہنمائی کرتے ہیں قرآن میں موجود ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نصیحتیں اس تعلق میں ہمیشہ ایک جاری فیض کا دریا بنی رہیں گی۔ پس علم حاصل کرنا اور علم حاصل کرنے سے نہ شرمانا اور علم کے حصول پر زور دینا اور علم سکھانے پر زور دینا اس لئے ہماری زندگی کا ایک اٹوٹ حصہ ہے کہ ہمارے آقا و مولا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی رسالت کا ایک اٹوٹ حصہ تھا۔ آپ کے مقاصد کا ایک کبھی الگ نہ ہونے والا حصہ تھا جو ساری زندگی ایسا فرض تھا جو ہمیشہ آپ نے ادا فرمایا اور بہترین طریق پر ادا فرمایا ہے۔

پس اس ضمن میں آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ جو چند باتیں ٹیلی ویژن کے ذریعہ یعنی چند علوم سے تعلق رکھنے والی باتیں جو ٹیلی ویژن کے ذریعے سکھانے کی کوشش کی جا رہی ہے اس ضمن میں میں سمجھتا ہوں کہ جماعت کو ایک دفعہ پھر یاد دہانی کی ضرورت ہے کہ وہ ان باتوں کو ہلکا پھلکا نہ سمجھیں۔ بہت ہی اہم چیزیں ہیں اور انقلابی فوائد رکھتی ہیں۔ اور اگر آپ ان کو عام کریں گے اور سنجیدگی سے نصیحتوں پر عمل کریں گے اور ان معاملات میں میرے مددگار ثابت ہوں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کو جو اجر دُنیا اور آخرت میں دے گا وہ تو الگ ہے لیکن یہ فیض جو جو لوگ بھی اُٹھائیں گے، جو آپ کی وساطت سے پائیں گے، ان کا فیض پانا بھی آپ ہی کی طرف منسوب ہوتا چلا جائے گا، اس میں سے آپ کو بھی حصہ ملتا چلا جائے گا۔ پس سنجیدگی سے ان نصائح پر عمل کریں۔ ابھی تک مجھے یہ شکوہ ہے کہ وہ لوگ جن کی ذمہ داری یہ تھی وہ بات سمجھ نہ سکے ورنہ عموماً تو جماعت ہمیشہ بہت خلوص کے ساتھ اور بڑی مستعدی سے لبیک کہتی ہے۔ پس میں یہ حسن ظن رکھتا ہوں کہ وہ کچھ لوگ بات سمجھ نہیں سکے اور جس طرح طریق کو منظم کرنا چاہئے تھا وہ نہیں کیا گیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا تم جنت کے باغوں میں سے گزرو تو خوب چرو۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ریاض الجنۃ ہوتا کیا ہے آپ نے فرمایا علمی مجالس۔ (الترغیب و الترہیب باب الترغیب فی مجالسۃ العلماء)۔ یعنی ان میں بیٹھو اور خوب چرو جس طرح تر و تازہ گھاس میں جانور چرتے ہیں اسی طرح تم بھی چرا کرو۔ پھر حصول علم کے تعلق میں جو ٹھوکریں لگ سکتی ہیں جو خطرات ہیں ان کی بھی نشاندہی فرمائی۔ اب بتائیں کون سا ایسا حصہ ہے علم کا ایسا حصہ جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بیان نہ فرمایا ہو۔ تمام انبیاء نے مل کر اپنی امتوں پر جتنی محنت فرمائی ہے جو ہمارے پاس ریکارڈ پہنچا ہے اس ریکارڈ کی رو سے میں کہتا ہوں جو باتیں ان کی نہیں بیان ہوئیں اللہ بہتر جانتا ہے مگر جو ریکارڈ ہم تک پہنچا ہے تمام انبیاء کا اپنی اُمت کی خدمت کرنا ایک طرف رکھ دیں اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جس جانکاہی سے اپنی اُمت کی خدمت فرمائی ہے وہ ایک طرف تو محمد رسول اللہؐ کا پلڑا بہت ہی بھاری رہے گا۔ کوئی نسبت ہی نہیں رہتی۔ اتنی تفصیل ملتی ہے اس معاملے میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اپنی اُمت کے لئے ان کے علم بڑھانے، علم سکھانے، حکمت سکھانے، تربیت کرنے وغیرہ وغیرہ پر جتنا زور دیا جس تفصیل سے جس باریکی سے تمام ضروری مطالب کو کھول کھول کر بیان فرمایا۔ اس کی کوئی مثال کسی دنیا کے نبی کی روایات میں خواہ کچی روایات ہی ہوں وہ بھی اکٹھی کر لیں ان میں بھی نہیں ملے گی مبالغے والی روایات میں بھی وہ مثال نہیں ملتی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے سلسلے میں مستند روایات سے ہمیں آنحضورؐ کی محنت کا علم ہوتا ہے۔

> قرآن کی تعلیم جہاں تک ممکن ہے وہ بغیر معاوضے کے ہو، اس شوق میں ہو کہ قرآن پڑھایا جا رہا ہے اور اللہ کے فضل سے جماعت میں ایسے بہت سے درس قائم ہو چکے ہیں۔ عورتیں بھی اور مرد بھی قطعاً کوئی معاوضہ نہیں لیتے اور اسی روح کو بہت زیادہ ترقی دینے کی ضرورت ہے اور مزید رائج کرنے کی ضرورت ہے۔

فرمایا، تم علم اس غرض سے حاصل نہ کرو کہ اس کے ذریعے دوسرے علماء کے مقابلے میں فخر کر سکو۔ علم اس غرض سے نہیں ہے کہ تم تفاخر کے لئے استعمال کرو اس کے ذریعہ۔ نہ اس لئے حاصل کرو کہ جہلاء میں اپنی بڑائی اور اکڑ دکھا سکو کہ بیٹھو جہلاء میں باتیں کرو کہ جی مجھے یہ آتا ہے اور تمہیں یہ نہیں آتا یہ سب لغو باتیں ہیں اور ناپسندیدہ باتیں ہیں۔ جھگڑے کی طرح نہ ڈالو اور نہ اس علم کی بناء پر اپنی شہرت اور نام و نمود کے لئے مجالس جماؤ۔ جو شخص ایسا کرے گا یا ایسا سوچے گا اس کے لئے آگ ہی آگ ہے۔

اسے مصائب و بلیات اور رسوائی کا سامنا کرنا ہو گا۔ (ابن ماجہ باب الانتفاع بالعلم)۔

اب یہ وہ چیز ہے جس کے لئے دُعا کی ضرورت پڑتی ہے کیونکہ انسان خود جتنا اپنے نفس سے غافل ہوتا ہے اتنا شاید اور کسی چیز سے غافل نہ ہو کیونکہ بسا اوقات انسان ساری زندگی اپنے ساتھ گذارا کرتا ہے اور اپنے آپ کو نہیں جانتا۔ بعضوں کی مرتے وقت آنکھ کھلتی ہے، بعضوں کی اس وقت بھی نہیں کھلتی، یوم حشر ہی کو کھلے گی جب ان کا حساب ہو گا، جب ان کی جلدیں ان کے اعضاء ان کے خلاف گواہی دیں گے۔ تو یہ مضمون ایسا ہے جو دُعا کی طرف متوجہ کرتا ہے۔

بسا اوقات انسان کے ساتھ اس کے نفس کی نمود اس کی ذہنی طاقتوں کے ساتھ ساتھ کام کر رہی ہوتی ہے۔ نفس کے نمود کی تمنا اس کے اندر ایسی دبی ہوئی ہے کہ ہر کوشش، ہر معاملے میں وہ شیطان کی امنیہ کی طرح اس کی سوچوں پر، اس کی نیتوں پر، اس کے اعمال پر اثر ڈال رہی ہوتی ہے۔ پس اس معاملے میں بھی علم کے معاملے میں بھی یہ دُعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ جیسا چاہتا ہے ویسا ہم علم سیکھیں اور اپنی طرف سے ایسا علم نہ حاصل کریں جو ہمارے لئے نقصان کا موجب بنے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بیان فرماتے ہیں ابن مسعود کی روایت ہے اور ترمذی سے لی گئی ہے کہ "اللہ تعالیٰ اس شخص کو تر و تازہ اور خوش حال رکھے جس نے ہم سے کوئی بات سُنی اور آگے اسے پہنچایا جس طرح اس نے سُنا تھا کیونکہ بہت سے ایسے لوگ جن کو بات پہنچائی گئی ہے سننے والوں سے زیادہ سمجھ رکھتے ہیں اور تفقہ کی طاقت رکھتے ہیں۔ (ترمذی کتاب العلم باب الحث علی تبلیغ السماع)۔

پس یہ بھی ایک بہت ہی ضروری حصّہ علم کو ترویج دینے کا ہے کہ جہاں بھی کوئی اچھی علم کی آپ بات سُنیں خواہ آپ کو پوری طرح سمجھ آئے یا نہ آئے اسے من وعن آگے پہنچانے کی کوشش کریں کیونکہ اس سے بہت سے ایسے لوگ ہیں جو سنتے ہیں انہیں سمجھ آجاتی ہے بعض کیا بہت سے ایسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ارشادات ہیں جو چودہ سو سال کے بعد آج بھی خدا کے بعض بندوں کو سمجھ آتے ہیں اور بیچ میں بڑے بڑے غور اور فیض پانے والے موجود رہے لیکن پوری طرح سمجھ نہ سکے اور آئندہ زمانے میں بھی یہی ہو گا۔

قیامت تک کے رسول ہونے کا ایک یہ بھی معنی ہے کہ آپ کی باتیں مختلف زمانوں میں اظہار کے لئے مخفی طور پر موجود ہیں لیکن جب ان کے اظہار کا زمانہ آئے گا تو اللہ تعالیٰ خود ایسے بندوں کی تربیت کرے گا، ان کی رہنمائی فرمائے گا جن کو ان کا شعور عطا ہو گا اور پھر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی باتوں کو سمجھ کر وہ اپنے زمانے کو فیض پہنچائیں گے۔ پس یہ بھی ایک آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دائمی معلم ہونے کا ثبوت ہے پہلے لوگوں کے خلاف کوئی گستاخی نہیں کہ وہ نہیں سمجھ سکے تھے آج کیسے بعض لوگ سمجھ گئے۔ اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی باتیں بھی ان خزائن کی طرح ہیں جن کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے کہ ہمارے پاس محفوظ ہیں لیکن ہم ان کو نازل کرتے ہیں حسب قدر، حسب ضرورت، حسب موقع۔ جب ضرورت پیش آتی ہے ہم ان خزائن کو اس طرح نکالتے ہیں گویا وہ نازل ہو رہے ہیں، پہلی دفعہ گویا تم نے دیکھے ہیں۔ پس جیسی کتاب ہے ویسا ہی رسول ہے ویسی ہی گہرائیاں اس کے کلام میں پائی جاتی ہیں۔ پس کسی زمانے میں اس کی باتوں کا کنہہ کو پا لینا نہ پہلوں کی تخفیف ہے، نہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ ایسی بات کر دی جو چودہ سو سال سمجھ نہیں آئی آج سمجھ آئی تھی۔ اس لئے کہ وہ وقت نہیں تھا خدا کے نزدیک اور قرآن کا جو بیان ہے یہ دائمی ہے کہ بعض اوقات بعض خزائن ہیں جو وقت کے اوپر خدا کی تقدیر کے تابع اُتارے جاتے ہیں اور روشن کیے جاتے ہیں۔

> تم لوگ حکمت کی ایسی قدر کرنے والے ہو یا خدا کے نزدیک تمہارا یہ مقام ہے کہ حکمت کی ایسی قدر کرو کہ گویا وہ تمہارے گھر کی چیز تھی اور جہاں بھی دکھائی دے اُسے قبول کرو۔

ایک اور موقع پر ایک صحابی ابو حنیفہؒ روایت کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ایک مجمع سا لگا ہوا ہے تو میں نے توجہ کی اپنے والد سے پوچھا یہ کیا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ صحابی عبد اللہ بن حارث زبیدی نے یہ مجلس لگائی ہوئی ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی باتیں کر رہے ہیں۔ کہتے ہیں میں دوڑ کر اس مجمع میں داخل ہوا تو سُنا کہ یہ کہہ رہے تھے کہ جو شخص بھی تفقہ فی الدین پیدا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے تمام کاموں کا خود متکفل ہو جاتا ہے اور ایسی ایسی جگہوں سے رزق کے سامان مہیا کرتا ہے کہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں۔ (مسند الامام الاعظم، کتاب العلم)۔

پس تفقہ فی الدین سے مراد یہ ہے کہ دینی احکام پر غور کرتے رہنا اور ان کی حکمتوں تک رسائی کی کوشش کرنا اور یہ "یعلمھم الکتاب والحکمۃ" کے جو دوسرے پہلو ہیں اس کی طرف توجہ دلانے والی نصیحت ہے۔ علم تو ہے لیکن اس علم کی کنہہ، اس کی غرض و غایت، اس کے اندرونی راز، کن معنوں میں اس کو دوسروں پر چسپاں کیا جا سکتا ہے یا اور دوسری چیزوں پر چسپاں کیا جا سکتا ہے، بہت وسیع مضمون ہے۔ لیکن خلاصہ یہی ہے کہ علم حاصل کرنا کافی نہیں جب تک اس میں ڈوب کر اس میں مضمر حکمتیں، اس کے اندر پوشیدہ عقل کی گہری باتوں تک آپ کی رسائی نہ ہو۔ اور فرمایا جو ان باتوں میں وقت صرف کرتا ہے اس کے رزق میں برکت دی جاتی ہے۔ اب یہ عجیب بات ہے کہ رزق کی برکت سے اس کا بظاہر کیا تعلق ہے لیکن اسی بات میں ڈوب کر دیکھیں تو سمجھ آجائے گی کیونکہ ہر علم میں دبے ہوئے خزانوں ہی کا نام حکمت ہے اور جو شخص دُنیا کے خزانوں کی جستجو کی بجائے علوم کے خزانوں کی جستجو کرتا ہے اور ان کی تہہ تک اُترتا ہے وہ چونکہ روحانی اور علمی خزانوں کو ترجیح دیتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ دُنیا کے لحاظ سے اس کا ضامن بن جاتا ہے اور جس اعلیٰ مقصد کی خاطر اس نے ادنیٰ چیزوں سے صرف نظر کی تھی اللہ تعالیٰ ان چیزوں کو بھی اس کا غلام بنا کر اس کے پیچھے چلاتا ہے۔ ایک یہ بھی معنیٰ ہے اور ایک یہ بھی معنیٰ ہے کہ جنہوں نے علوم کی تہہ تک اُترنے میں پورا انہماک کیا خواہ وہ دُنیا کے علوم ہی تھے ان کے لئے خدا تعالیٰ نے بے شمار دولتیں اور خزائن اسی تفقہ کے نتیجے میں پیدا فرما دیئے۔ پس دُنیا میں جتنی بڑی امیر قومیں ہیں، جتنی بڑی طاقتور قومیں ہیں وہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اس فرمان کی برکت سے عظیم اور طاقتور بنی ہیں اگرچہ انہوں نے براہ راست سُنا نہیں ہے مگر حکمت کی بات تو دائمی ہوتی ہے ہر زمانے میں زندہ رہتی ہے۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جو امر ہدایت کا رزق میں برکت سے تعلق جوڑ رہے ہیں یہ کوئی فرضی بات نہیں ہے بہت ہی گہرا مضمون ہے اور حقیقی اور دائمی مضمون ہے۔ پس آج بھی اگر آپ دنیوی علم میں بھی تفقہ حاصل کریں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کے اموال میں آپ کے قومی اموال اور طاقت اور آپ کی وجاہت میں برکت ڈالے گا۔ اور ایسی قومیں پھر غریب نہیں رہتیں جو علم کے نیچے اُتر کر اس کی تہہ تک جا کر ان کی حکمتوں کی تلاش کرتی ہیں اور انفرادی طور پر وہ لوگ بھی جو دین کے معاملے میں تفقہ کرتے ہیں

اور گہری کھوج لگا کر علم کی باتوں کی تلاش کرتے ہیں، ان کی تہہ تک پہنچتے ہیں ان سے یہ خدا تعالیٰ کا ایک اور اس رنگ میں بھی وعدہ پورا ہوتا ہے کہ ایسے لوگوں کے اموال میں برکت ملتی ہے، ان کی اولاد کے اموال میں برکت ملتی ہے۔ بعض دفعہ نسلاً بعد نسلٍ وہ ان برکتوں کو کھاتے ہیں۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہ صحابہ جنہوں نے تفقہ میں بہت زیادہ وقت صرف کیا ہے اور محنت کی ہے اور لوگوں کے لئے فیض کا موجب بنے ان کی اولادیں دُنیا میں پھیلی ہوئی۔ بہت ہی خدا تعالیٰ سے رزق اور فضل میں انعام یافتہ ہیں مگر پتہ نہیں ان میں سے کسی کو احساس بھی ہے کہ نہیں یا سب کو احساس ہے کہ نہیں کہ یہ وہ ان کے آباء و اجداد نے جو تفقہ فی الدین کیا تھا یہ اسی کی برکت ہے کہ ان پر دُنیا کے خزانے بھی انڈیلے جا رہے ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی باتیں ایسے معلم کی باتیں ہیں جس کو خدا نے علم سکھایا ہے اور ان باتوں کو ہلکی نظر سے دیکھنے سے آپ کا اپنا نقصان ہوگا۔ ان میں ہی ڈوبیں تو یہ تفقہ فی الدین ہے۔

> علم حاصل کرنا اور علم حاصل کرنے سے نہ شرمانا اور علم کے حصول پر زور دینا اور علم سکھانے پر زور دینا اس لئے ہماری زندگی کا اٹوٹ حصہ ہے کہ ہمارے آقا و مولا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی رسالت کا ایک اٹوٹ حصہ تھا۔

حضرت ابو قتادہؓ کی روایت ہے ابن ماجہ سے لی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا بہترین چیزیں جو انسان اپنے موت کے بعد پیچھے چھوڑ جاتا ہے وہ تین ہیں نیک اولاد جو اس کے لئے دُعا گو ہو، صدقہ جاریہ جس کا ثواب اسے پہنچتا رہے گا اور ایسا علم جس پر اس کے بعد والے عمل کرتے رہیں۔ (ابن ماجہ باب ثواب معلم الناس)۔ تو علم کو عمل سے جوڑ دیا ہے اور حقیقی علم وہی ہے جس پر عمل ہو سکے اور جس کے نتیجے میں عمل سے فائدہ پہنچے۔ ورنہ وہ علم جو زبانی کلامی بحثوں سے تعلق رکھتا ہے جیسے بعض دانشور اکٹھے مجالس لگاتے اور بظاہر علم کی باتیں کر رہے ہوتے ہیں لیکن اس کے پیچھے کوئی عمل بعد میں نہیں آتا۔ نہ ان کی باتیں کسی عمل کا تقاضا کرتی ہیں نہ کسی بعد میں آنے والے عمل کی نشان دہی کرتی ہیں۔ دلچسپ مجلسیں ہیں خواہ شعراء کی ہوں یا دوسرے دانشوروں کی ہوں، تبصرہ نگاروں کی ہوں، وہ تو ان میں بیٹھنا ہے، اُٹھنا ہے اور واپس چلے جانا ہے اور کوئی بھی روشنائی ایسی نہیں ملتی جو راہ عمل دکھائے اس راہ عمل پر چل کر کوئی فائدہ پہنچ سکے۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم علم کے تعلق میں اپنے لئے یہ دُعا مانگا کرتے تھے کہ اے میرے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس علم سے جو بے فائدہ ہے۔ کیسی اہم دُعا ہے۔ علم کا مضمون مکمل نہیں ہوتا اس دُعا کے بغیر۔ اس دل سے جس میں تیرا خشوع نہیں۔ یعنی اس دل سے بھی پناہ چاہتا ہوں جس میں تیرا خوف اور تیرے سامنے عاجزی نہیں ہے یہ عین سے خشوع ہے جس کا مطلب ہے عجز اور جھکنا تیرے حضور۔ اس دل سے پناہ مانگتا ہوں جو تیرے حضور جھکا نہیں رہتا، اس نفس سے پناہ مانگتا ہوں جو سیر نہیں ہوتا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اپنے لئے یہ دعا مانگا کرتے تھے ایک یہ کہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس علم سے جو بے فائدہ ہے۔ اس دل سے جس میں تیرے حضور عاجزی اور تیرے حضور جھکے رہنا نہیں ہے۔ اس نفس سے جو سیر ہی نہیں ہوتا۔ اب یہاں یاد رکھیں کہ سیری سے مراد علم کی سیری یہاں نہیں ہے یہ بھی ضروری ہوتا ہے کہ بات کے موقع محل کے مطابق معنے صحیح کئے جائیں۔ علم سے سیری کا تو کوئی مضمون دکھائی ہی نہیں دیتا کہیں۔ علم تو ایک جاری چیز ہے وہ تو ہمیشہ ہی جب طلب بجھتی ہے تو طلب پیدا کر جاتا ہے اور دو چیزوں میں یہ بات پائی جاتی ہے ایک جہنم میں اور ایک حصول علم میں۔ اور اسی طرح خدا تعالیٰ کے وصال کے تعلق میں بھی یہ بات پائی جاتی ہے گویا جنت اور جہنم دونوں اس حیثیت سے ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہیں۔ جہنم میں بھی ہر بد جو اپنے نفس کی خواہش رکھتا ہے وہ سیر نہیں ہوتا اور یہاں اس طرف اشارہ ہے کہ وہ بد انسان جو سیر ہی نہ ہو جس کے گناہ ہوتے چلے جائیں اور پھر مزید کی طلب باقی رہے اس کی جہنم بھی ایسی ہی بنے گی کہ جب خدا پوچھے گا کہ تو سیر ہو گئی تو یہ کہے گی "ھل من مزید" اور بھی کچھ ہے اور بھی کوئی جہنمی ہے تو ڈال۔ کیونکہ یہ تو طلب نہ ختم ہونے والی طلب ہے یعنی ہر جہنمی جہنم کی تخلیق کرتا ہے اصل میں اور اس کا مزاج جہنم کا مزاج بن جاتا ہے لیکن یہ جو سیری ہے یہ اس سیری کا نہ ہونا اس کا نیکی سے بھی تعلق ہے اور وصال الٰہی سے بھی تعلق ہے اور یہاں وہ مضمون بیان نہیں ہو رہا یہ میں سمجھانا چاہتا ہوں کہ وہاں بھی یہی مزاج ہے کہ سیری نہیں ہوتی۔ اور پھر اس دُعا سے پناہ مانگتا ہوں جو قبول نہیں کی جاتی۔ یہ مضمون ایسا ہے جسے ٹھہر کر سمجھنے کی ضرورت ہے۔ بعض دفعہ دعائیں قبول نہیں ہوتیں کچھ دیر کے بعد قبول بھی ہو جاتی ہیں۔ یہ کون سی دُعا ہے جس سے پناہ مانگی جا رہی ہے۔ ایسی دُعا جو الٰہی منشاء کے خلاف ہو جس میں بندے کی رضا کا خدا کی رضا سے ٹکراؤ ہو فرمایا وہ دُعا ہے جو قبول نہیں کی جاتی۔ یعنی نہ آج نہ کل۔ نہ جلد نہ بدیر۔ اس لئے اے خدا وہ دُعا میرے دل میں ڈال ہی نہ وہ طلب ہی میرے دل میں پیدا نہ کر جس کو میں مانگوں تو وہ تو نے قبول کرنی ہی نہیں کیونکہ وہ تیرے مزاج کے خلاف ہے۔

پس یہ وہ علم کا مضمون ہے جس کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے آج آپ کو بعض نصیحتیں بھی کرنی تھیں جو علمی کام سپرد ہوئے ہوئے ہیں جو ایم۔ٹی۔اے۔ کے ذریعے جاری ہیں جن میں عدم تعاون کی وجہ سے بعض لوگوں کی لاعلمی کے نتیجے میں اب تک ساری دُنیا کی جماعت انتظار میں بیٹھی ہے کہ وہ پروگرام کیوں نہیں شروع ہو رہے۔ اس سلسلے میں پھر میں انشاء اللہ آئندہ خطبے میں روشنی ڈالوں گا اور جو وقت اس سے بچے گا وہ انشاء اللہ دوسری نصیحتوں میں صرف ہوگا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ ❊

قرارداد تعزیت

افسوس اکرم و محترم شیخ عبد الحمید صاحب (ابن مکرم و محترم شیخ محمد صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام) قضائے الٰہی سے لاہور میں وفات پا گئے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ مرحوم کو اپنی رضا کی جنتوں میں داخل فرمائے اور درجات کو بلندی فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین۔ محترم شیخ صاحب کی تدفین لاہور میں بروز جمعرات ۱۳ اپریل کو ہوئی۔ آپ محترم شیخ عبد الوحید صاحب سابق امیر جماعت راولپنڈی کے بھائی تھے۔ نیز مکرم و محترم آفتاب احمد خان صاحب امیر جماعت احمدیہ برطانیہ کے ماموں تھے۔

(ممبران مجلس عاملہ برطانیہ)

ہماری تبلیغی و تربیتی مساعی

لجنہ اماء اللہ دہلی کا پہلا کامیاب سالانہ اجتماع

الحمد للہ امسال لجنہ اماء اللہ دہلی کو ۲۶ مارچ ۱۹۹۵ء کو سالانہ اجتماع منعقد کرنے کی سعادت ملی۔

افتتاحی تقریب کا آغاز بعد نماز ظہر و عصر محترمہ تسنیم فضل صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ سرینگر اور محترمہ مقبول بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ دہلی کی زیر صدارت ہوا۔ خاکسار نصیرہ سلطانہ نے تلاوت قرآن کریم کی۔ اس کے بعد محترمہ صدر لجنہ اماء اللہ دہلی نے تمام ممبرات کو عہد دہرایا۔ محترمہ زبیدہ بیگم صاحبہ نے درثمین میں سے نظم کے چند اشعار خوش الحانی سے پڑھے۔ صدارتی خطاب اور دعا کے بعد درج ذیل مقابلہ جات کروائے گئے۔

مقابلہ حفظ قرآن۔ حسن قرأت۔ نظم خوانی۔ تقاریر۔ فی البدیہہ تقاریر۔ تحریری۔ مقابلہ جات میں تمام ممبرات نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اور پوزیشن حاصل کی۔ اسکے علاوہ لجنہ کا کوئز پروگرام بھی ہوا۔

اس کے علاوہ چھوٹے بچے اور بچیاں جو ابھی اطفال و ناصرات میں شامل نہیں ہیں سے بھی چھوٹے چھوٹے دینی سوال اور نماز سنی گئی۔ ایک غیر مسلم بچی مناکشی نے بھی اس اجتماع میں شرکت کی اور بچوں کے ساتھ دینی سوال و جواب کے پروگرام میں حصہ لیا۔ اس بچی کو کچھ سوال پہلے ہی یاد تھے۔ اور کچھ اس نے وہیں بیٹھ کر بچوں سے سُنے اور یاد کئے۔ جس پر اس کو بھی اسپیشل انعام دیا گیا۔

ورزشی مقابلہ جات میں وقت کی کمی کی وجہ سے لجنہ اور بچوں کا صرف میوزیکل چیئر ہوا۔ بعد ازاں تمام مقابلہ جات میں پوزیشن حاصل کرنے والی ممبرات اور اطفال و ناصرات کو انعامات تقسیم کئے گئے۔

(نصیرہ سلطانہ جنرل سیکرٹری دہلی)

۱۶ اپریل ۱۹۹۵ء کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نہیں آئیں گے کوریا کے پادری کو ایک ارب روپے کے انعام کی پیشکش

۱۲ اپریل ۱۹۹۵ء روز نامہ آنند بازار پتریکا کلکتہ میں رائٹر کے حوالہ سے خبر شائع ہوئی کہ "دکن کوریا کے چرچ کمینگ مریم کے نامور پادری کیم یومیاؤنگ نے دعویٰ کیا ہے کہ ۱۶ اپریل ۱۹۹۵ء کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے آرہے ہیں اور آپ سونے کے رتھ میں بیٹھ کر جنت کی طرف کوچ کریں گے۔"

محترم محمد مشرف علی صاحب پراونشل امیر بنگال و آسام اور خاکسار نے پی۔ ٹی۔ آئی کے ذریعہ یہ خبر دی کہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے فرمان کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نہیں آئیں گے جبکہ حضرت مرزا طاہر احمد امام جماعت احمدیہ نے پادریوں کو چیلنج دیا ہے کہ اگر کوئی پادری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان سے لے آئے تو اسے ایک ارب روپیہ کا انعام دیا جائے گا۔ لہذا احمدیہ مسلم مشن کلکتہ اپنے امام ہمام کے اس چیلنج کے مطابق کوریا کے پادری کیم یومیاؤنگ کو دعوت عام دیتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان سے لے آئیں اور اس انعام کو حاصل کریں۔ لیکن کسی پادری کو یہ ہمت نہیں کہ ایسا کرسکے۔ اور انجیل متی ۲۳:۳۹ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے الفاظ آج بھی پڑھے جاسکتے ہیں جو آپ نے فرمایا کہ "تم مجھے کبھی نہیں دیکھ سکو گے۔"

مذکورہ بالا خبر جب ام۔ بے۔ پی۔ ٹی۔ آئی کے ادارے کو دی تو چیف ایڈیٹر نے واشگاف انداز میں خاکسار اور محترم امیر صاحب بنگال کو کہا کہ یہ نظریہ بالکل غلط ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر

ہیں۔"

حقیقت میں حضرت امام مہدی علیہ السلام نے کسر الصلیب کی پیشگوئی کو ایک اور ایک دو کی طرح پورا کر دیا اب تو عیسائی لوگ صرف طفل تسلیوں سے عوام کو مطمئن کرنا چاہتے ہیں۔

(حمید الدین شمس مبلغ سلسلہ احمدیہ بنگال)

جلسہ ہائے مصلح موعودؓ و مسیح موعودؑ

بدر کی گذشتہ ایک اشاعت میں جلسہ ہائے مصلح موعودؓ و مسیح موعودؑ منعقد کرکے رپورٹ بھجوانے والی جماعتوں کے نام شائع ہوچکے ہیں۔ درج ذیل جماعتوں کی رپورٹیں تاخیر سے ملی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو زیادہ سے زیادہ خدمت دین بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔

لجنہ اماء اللہ یادگیر۔ کٹک۔ کانپور ملکی۔ برہیا۔ لجنہ اماء اللہ قادیان دہلی۔ کٹک۔ جماعت احمدیہ کیرنگ۔ کالیکوٹ۔ دعوان ماہی۔ خدام الاحمدیہ آسنور۔

جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

لجنہ اماء اللہ کانپور (یوپی) نے ۱۳ مارچ کو جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کیا۔ تلاوت و نعت کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر تقاریر ہوئیں جلسہ میں احمدی مستورات کے علاوہ تین غیر احمدی بہنوں نے بھی شرکت کی۔ جلسہ کے اختتام پر جملہ حاضرات کو مٹھائی تقسیم کی گئی۔ (ثروت جبین صدر لجنہ)

قرارداد تعزیت

بر وفات محترمہ الحاجہ احمدی بیگم صاحبہ سابقہ صدر لجنہ چنتہ کنٹہ

ہم تمام ممبرات لجنات اماء اللہ صوبہ آندھرا پردیش محترمہ احمدی بیگم صاحبہ زوجہ محترم الحاج سیٹھ محمد معین الدین صاحب سابق امیر جماعت ہائے احمدیہ صوبہ آندھرا کی المناک داغ مفارقت پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتی ہیں۔ اور تمام افراد خاندان سے اظہار تعزیت کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل دے۔

آپ سلسلہ احمدیہ کی ایک جاںنثار خادمہ تھیں خود بھی صدر لجنہ ہونے کی حیثیت سے احمدی مستورات کا ہر وقت خیال رکھتی تھیں اور پھر امیر صاحب مرحوم کی زوجہ ہونے کی حیثیت سے جماعت احمدیہ آندھرا کے کاموں میں ہمیشہ پیش پیش رہتیں۔ آپ مہمان نوازی میں ایک اعلیٰ مقام رکھتی تھیں ہمیشہ آپ کا گھر مہمانوں سے جس میں غریب، امیر، رشتہ دار و غیر رشتہ دار احمدی و غیر احمدی ہیں، بھرا رہتا تھا کام سے کبھی نہیں گھبراتی تھیں مرکز سے آنے والے مہمانوں کا خاص خیال رکھتی تھیں۔

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان و ناظر اعلیٰ اور محترمہ آپا جان صاحبہ صدر لجنات بھارت سے ایک خاص قسم کا اُنس تھا احترام اتنا کرتی تھیں کہ حالت بیماری میں بھی جب میاں صاحب و آپا جان صاحبہ تشریف لاتیں تو آپ اُٹھ کر بیٹھ جاتیں اور دُعا کیلئے کہتیں۔

آپ بڑی صابرہ مستقل مزاج تھیں ہر ایک سے پیار کرتی اور لغو باتوں سے احتراز کرتی تھیں اپنے شوہر محترم کی ایک لمبی بیماری میں بہت خدمت کی اور خود نے بھی ایک لمبی اور تکلیف دہ بیماری برداشت کی۔ آپ غریب پرور تھیں جب بھی اپنے گاؤں چنتہ کنٹہ کو جاتی تھیں تو وہاں دیہاتی رشتہ دار عورتیں آپ کو گھیر لیتیں اپنے دُکھ سُکھ کی داستانیں سُناتیں جس کو سُن کر مرحومہ خندہ پیشانی سے ان کی مشکلات حل کرتی تھیں۔ مالی قربانی میں بھی سب سے آگے تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مالی لحاظ سے خوب نوازا تھا۔ دل میں دنیاوی طمع نہ تھی۔ صوم و صلوٰۃ کی پابند تھیں اور ہر ایک سے خوش اخلاقی سے پیش آنے والا وجود تھیں۔ اللہ تعالیٰ ہم تمام کو آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین (ہم ہیں ممبرات لجنہ اماء اللہ صوبہ آندھرا پردیش)

سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے چھبیسویں اور اطفال الاحمدیہ بھارت کے سترھویں سالانہ اجتماع کے لئے ماہ اکتوبر کی ۲۰، ۲۱، ۲۲ (جمعہ - ہفتہ - اتوار) تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمادی ہے۔ جملہ قائدین کرام ابھی سے اجتماع کے پروگراموں میں حصہ لینے کے لئے تیاری شروع کروادیں اور اس روحانی اجتماع میں بکثرت خدام و اطفال کو شامل کرنے کی کوشش کریں۔

صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

تیسرا سالانہ اجتماع انصار اللہ کرناٹک

تمام زعماء حضرات و صدر صاحبان و امراء کرام سے گزارش ہے کہ تیسرا آل کرناٹک سالانہ اجتماع انصار اللہ بمقام شیموگہ مورخہ ۷ - ۸/۵/۹۵ کو منعقد ہو رہا ہے۔ لہٰذا آپ اپنی مجلس کے نمائندگان کو اس اجتماع میں شمولیت کے لئے بھجوا کر اسے کما حقہٗ کامیاب بنانے کی کوشش کریں۔

صدر مجلس انصار اللہ بھارت

اعلانات نکاح و تقاریب شادی

خاکسار کے بڑے بیٹے عزیزم ڈاکٹر نسیم احمد صاحب سلمہٗ مقیم لندن کا نکاح سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے عزیزہ زاہدہ صادقہ منان آف لندن کے ساتھ حق مہر ۸ ہزار پاؤنڈ (۸۰۰۰) پر ۲۶/۳/۹۵ کو بعد نماز عصر مسجد فضل لندن میں پڑھا فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ اس رشتہ کے جانبین کے لئے بابرکت و مثمر بہ ثمرات حسنہ ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (اعانت بدر/۵۰ روپے)

(غلام احمد عبید از کھوبنیشور - اڑیسہ)

مکرم مولوی مقصود احمد صاحب بھٹی مبلغ سلسلہ نے شیموگہ میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان کیا۔

(۱):- مکرم میر اکرام الحق صاحب ابن مکرم ایس ایم جعفر صادق صاحب صدر جماعت احمدیہ شیموگہ کا نکاح مکرمہ سیدہ رفعت النساء صاحبہ بنت مکرم سید ناصر احمد صاحب مرحوم آف شیموگہ کے ساتھ ۲۲ جنوری کو مبلغ/۸۰۰۰ روپے حق مہر پر۔ اسی روز تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ (اعانت جبۃ بدر/۲۵ روپے)

(۲):- مکرم سید عبد اللہ صاحب ابن مکرم سید اللہ بخش صاحب آف شیموگہ کا نکاح مکرمہ سیدہ رحمت النساء صاحبہ بنت مکرم سید الیاس احمد صاحب آف شیموگہ کے ساتھ ۵/۳/۹۵ کو مبلغ/۲۵۰۰۰ روپے حق مہر پر۔ اسی روز شام تقریب رخصتانہ بھی عمل میں آئی۔ (اعانت بدر/۱۰۰ روپے)

(۳):- مکرم عبد الرشید صاحب سہیل ابن مکرم آر - ایم محمد نور اللہ شریف صاحب آف شیموگہ کا نکاح ۶/۳/۹۵ کو مکرمہ امۃ الکلیم تحسین صاحبہ بنت مکرم جے میر فضل الرحمٰن صاحب آف شیموگہ کے ساتھ مبلغ/۱۸۰۰۰ روپے حق مہر پر۔ اسی روز تقریب رخصتانہ بھی عمل میں آئی۔ (اعانت بدر/۱۰۰ روپے)

(۴):- مکرم میر اکمل پاشا صاحب مجیب ابن مکرم جے میر فضل الرحمٰن صاحب شیموگہ کی تقریب شادی ۵/۳/۹۵ کو محترمہ سیدہ زینت النساء صاحبہ بنت مکرم سید الیاس احمد صاحب آف شیموگہ کے ساتھ عمل میں آئی۔ (اعانت بدر/۵۰ روپے)

اللہ تعالیٰ ان تمام نکاحوں کو جملہ خاندانوں کے لئے باعث برکت بنائے اور ہر جہت سے مبارک کرے آمین

(سید لبشیر الدین محمود احمد قائد مجلس خدام الاحمدیہ شیموگہ)

مورخہ ۲۰ مارچ ۱۹۹۵ء کو خاکسار کے بڑے بیٹے عزیزم مبارک احمد بٹ ایل ایل ایم ایڈووکیٹ ہائی کورٹ پنجاب کی تقریب شادی خانہ آبادی ہمراہ عزیزہ منورہ سلطانہ بنت مکرم مولوی غلام نبی صاحب نیاز انچارج مبلغ سری نگر کشمیر کے ساتھ عمل میں آئی

۲۲ مارچ ۱۹۹۵ء کو دعوت ولیمہ کی گئی جس میں کثیر احباب جماعت نے شرکت کی۔ ہر دو خاندانوں و احمدیت کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت و دینی و دنیاوی ترقیات کا موجب بننے کے لئے درخواست دعا ہے۔

(اعانت بدر/۵۰ روپے) محمد ایوب بٹ درویش قادیان

میری بیٹی عزیزہ امۃ المتین رضوانہ کا نکاح عزیزم منیر احمد صاحب قریشی ولد مکرم خلیق احمد صاحب قریشی آف بریلی کے ساتھ مبلغ بتیس ہزار روپئے حق مہر پر مورخہ ۱۹/۴/۹۵ کو مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان نے بعد نماز عصر مسجد مبارک میں پڑھا۔ اور اسی روز بعد نماز عشاء رخصتی کی تقریب عمل میں آئی۔

رشتہ کے ہر جہت سے بابرکت اور مثمر بہ ثمرات حسنہ ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے (اعانت بدر/۲۵ روپے)

(ماسٹر محمد ابراہیم درویش قادیان)

درخواست ہائے دعا

• خاکسار کے بیٹے گوہر حفیظ ثانی قائد مجلس خدام الاحمدیہ بھدرواہ نے امسال ۱۲ ویں کا امتحان دیا ہے اعلیٰ و نمایاں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (عبد الحفیظ ثانی بھدرواہ)

• خاکسار کی اور اہلیہ و بچوں کی دینی و دنیوی ترقیات اور صحت و تندرستی کے لئے درخواست دعا ہے۔ (اعانت بدر/۵۰ روپے)

(غلام نبی ننگرو - شورت (کشمیر))

• خاکسار اور خاکسار کی اہلیہ ان دنوں موسم کی تبدیلی کے باعث بیمار ہیں صحت و تندرستی کے لئے نیز بچوں کی دینی و دنیوی ترقیات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (ظفر اللہ سعیدی شوراپور - گلبرگہ)

• خاکسار کی بیٹی عزیزہ منصورہ بشریٰ کے B.A پارٹ I کے امتحان ہو رہے ہیں۔ بچی کی نمایاں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(گلریز بانو کانپور)

• مکرم مسعود احمد صاحب ڈار سیکرٹری مال جماعت احمدیہ آسنور (کشمیر) اپنے بچوں کے امتحانات میں نمایاں کامیابی اور تمام افراد خانہ کی دینی و دنیوی ترقیات کے لئے دعاؤں کی عاجزانہ درخواست کرتے ہیں۔

(ناظر بیت المال آمد قادیان)

• مکرم شاہد احمد صاحب آف بنگلہ دیش (حال مقیم سعودی عرب) اپنے اور خاندان کی دینی و دنیاوی ترقیات کیلئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ (اعانت بدر/۲۰ روپے)۔

• خاکسار اور خاکسار کے خاندان کی دینی و دنیاوی ترقیات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (اعانت بدر/۱۰۰ روپے) (خالد حسین سورو - اڑیسہ)

• مکرم برادرم منیر احمد صاحب قریشی آف بریلی اپنی ملازمت میں ترقی بابرکت ہونے۔ والدین کی صحت و سلامتی درازی عمر۔ امریکہ میں والد صاحب کی آنکھوں کا آپریشن ہوا ہے مکمل بینائی بحال ہونے اور ہر قسم کی پیچیدگی سے محفوظ رہنے کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ (مختلف مدات میں/۶۰ روپے ادا کئے ہیں)۔

(محمد یعقوب جاوید قادیان)

بقیہ صفحہ نمبر ۲ مسلم ٹیلی ویژن

گا۔ یہ دلیل میں سب سے زیادہ مؤثر سمجھتا ہوں۔ حضور نے پوچھا تو کیا آپ نے اس دلیل کو کبھی استعمال کیا۔ جواباً عرض کیا گیا کہ ایک پادری سے گفتگو میں یہ دلیل دی تھی۔ حضور نے پوچھا کہ کیا نتیجہ نکلا۔ کیا وہ قائل ہو گیا۔ سائل نے عرض کیا کہ وہ پھر بھی مانتا نہیں تھا۔ حضور نے فرمایا پھر وہ مؤثر ذریعہ کیسے بن گیا۔ کیونکہ بات تو مؤثر دلیل کی ہو رہی ہے۔ آپ نے میری کتاب CHRISTIANITY A JOURNEY FROM FACTS OF FICTION نہیں پڑھی؟ آپ اس کتاب کا مطالعہ کریں اس میں یہ ساری منطقی بحثیں آگئی ہیں۔

امام مہدی کی ضرورت

اس سوال پر کہ حضور انور نے انصار اللہ کی مجلس میں ایک غیر از جماعت دوست کے امام مہدی کی ضرورت کے بارہ میں سوالوں کا جواب دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ مسلمان آپس میں لڑ رہے ہیں۔ مسلمان ایک دوسرے کو کاٹ رہے ہیں۔ مر رہے ہیں۔ تو جب یہ مجلس ختم ہو گئی تو ایک دوسرے غیر از جماعت دوست جن کو سوال کرنے کا موقع نہیں ملا تھا انہوں نے سوال اٹھایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد تو صحابہ آپس میں بہت لڑے ہیں ہزاروں نے ایک دوسرے کو کاٹا اور مارا تو کیا اس وقت بھی امام مہدی کی ضرورت تھی۔ ان کے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ اگر آج مسلمان یہ کر رہے ہیں تو صحابہ نے بھی تو یہی کیا تھا۔ حضور نے جواب دیتے ہوئے فرمایا صحابہ نے جو کیا تھا اس کو ان غیر صحابہ نو مسلموں کے ساتھ شامل کرنا بہت سخت گناہ ہے اور نہایت بے وقوفی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کچھ صحابہ تھے اور کچھ اعراب تھے یعنی باہر کے علاقے سے غلبہ اسلام دیکھ کر اسلام قبول کر رہے تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بھی قرآن کریم مسلسل ان کو صحابہ کے طور پر پیش نہیں کر رہا بلکہ منافقوں کے طور پر پیش کر رہا ہے۔ اور یہ وہی تھے جن سے سارے فتنے اٹھے تھے۔ جتنی لڑائیاں ہوئیں وہاں سے ہوئی ہیں جب کہ صحابہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اکٹھے رہے ہیں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر پھر حضرت عثمانؓ کے ہاتھ پر ایک وقت تک اکٹھے رہے ہیں۔ پھر خوارج کے فتنے پیدا ہوئے جو باہر سے آئے ہیں اس لئے ایسے لوگوں کو صحابہ کہنا درست نہیں ہے۔

اصل میں جب ایک پیغام ایک نبی کی زندگی میں پھیلتا ہے تو ایک طرف اس میں یہ فائدہ ہے کہ وہ شریعت جو پہلی دفعہ نازل ہوئی ہے اس کی حکمت اور اس کا مفہوم پوری طرح ظاہر ہو جائے اور وہ اپنی زندگی میں خود عمل کر کے دکھا دے۔ لیکن اس کے کچھ نقصانات بھی ہوتے ہیں۔ جو تیزی کے ساتھ غلبہ نصیب ہوتا ہے۔ اس میں بہت سے خلاء بھی پیدا ہو جاتے ہیں بہت سے لوگ دیکھا دیکھی غلبہ کے رعب میں آ کر ایمان لے آتے ہیں۔ پس جو نقص ہیں وہ ان لوگوں کے ہیں نہ کہ صحابہ کے

خلافت کی عظمت اور علو شان

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب ان مخالفوں کے خلاف جنہوں نے بغاوت کا علم بلند کیا تھا جہاد کا اعلان کیا تھا تو اس سے پہلے ایک لشکر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تیار کر چکے تھے جس کے سربراہ آپؐ کے منہ بولے بیٹے کا بیٹا حضرت اسامہ بن زیدؓ مقرر ہوئے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ لشکر اسی طرح جائے گا اور اس میں کوئی روک پیدا نہیں ہو گی۔ صحابہ بڑے سخت گھبرائے کہ اس وقت اتنے فتنے پیدا ہو رہے ہیں، اردگرد سے لوگ اٹھ رہے ہیں تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا، دیکھو! ابو قحافہ کا بیٹا کون ہوتا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسند خلافت پر بیٹھے اور اپنے پہلے فیصلے میں رسول اللہ کے فیصلے کو منسوخ کر دے، یہ تو نہیں ہو سکتا۔ یہ آپ کا عظیم کام ہے اور یہ آپ کی خلافت کی عجیب شان ہے۔ اس موقع پر آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر مدینہ کی گلیوں میں کتے لاشیں گھسیٹتے پھریں تب بھی یہ لشکر ضرور جائے گا۔ یہ حضرت ابو بکرؓ کی عظمت اور آپ کے ایمان اور آپ کی صدیقیت کا نشان ہے۔ پس صحابہ کا تو یہ جذبہ تھا۔ ایسی فدائیت اور ایسا عشق تھا کہ جس کی مثال نہیں ملتی۔ مٹھی بھر صحابہ کو پھر اللہ تعالیٰ نے فتح پر فتح عطا فرمائی، اس کو لوگ بھول جاتے ہیں۔

ظہور مہدی اور سنت اللہ

پس جہاں صدیقیت موجود ہو وہاں مہدویت کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جہاں فاروقیت موجود ہو وہاں ضرورت نہیں ہوتی اور اس کے بعد بھی ضرورت نہیں تھی کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق اندھیرے نے ایک دم نہیں آنا تھا بلکہ آہستہ آہستہ روشنی، اندھیروں میں بدلنی تھی اور اس کے لئے تقریباً تین صدیاں درکار تھیں اور پھر عملاً وہی ہوا جس کی پیشگوئی فرمائی گئی تھی۔ دراصل جب لوگ ایک دفعہ نور کو رد کر کے یا اس سے منہ موڑ کر یا ناقدری کر کے اندھیروں میں داخل ہوا کرتے ہیں تو اچانک خدا تعالیٰ ایک بڑی آزمائش لے کر نہیں آتا۔ وجہ یہ ہے کہ جس کو ہم برے حال میں دیکھ رہے ہیں اسے ہم رسول اللہ کے زمانے کے مقابلہ پر دیکھ رہے ہیں۔ لیکن یہ کہنا کہ اسلام سے پہلے جیسا بدحال ہو گیا تھا بالکل غلط ہے کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے پہلے جہالت کی جو حالت تھی وہ تو اسلام کے ہزار سال بعد بھی واپس نہیں لوٹی۔ پس معیار بدل جاتا ہے۔ سطح بلند ہو جاتی ہے اور اس کے پیش نظر جب ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کا حال دیکھتے ہیں تو مقابلہ رسول کریمؐ کے زمانے کے معیار سے کرتے ہیں نہ کہ اس سے پہلے کے زمانہ سے پس وہ جو دوبارہ خدا کی طرف سے کسی آدمی کا بھیجا جانا ہے وہ بہت LOW اور چھوٹے معیار کی طرف واپس لوٹنے کے نتیجہ میں ہوتا ہے اور اس کے لئے وقت درکار تھا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

PHONE:- 543105
Star ★ CHAPPALS
WHOLLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS
105/661, OPP, BLOCK NO 7, FAHIMABAD COLONY
KANPUR-1 PIN- 208001

طالب دعا۔ محبوب عالم ابن محترم حافظ عبد المنان صاحب مرحوم
M/s NISHA LEATHER
SPECIALISTIN: LEATHER BELTS, LEATHER LADIES AND GENTS BAG, JACKETS, WALLETS ETC-
19A, JAWAHARLAL NAHRU ROAD
CALCUTTA-700081

FOR DOLOO SUPREME CTC TEA
IN 100 GMS & 200 GMS POUCHES
contact:- TAAS & CO.
P-48-PRINCEP STREET: CALCUTTA-700072-
PHONES- 263287, 279302

C.K. ALAVI
RABNAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM - 679339 (KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE

ہے جو پیشگوئیاں فرمائی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ اس وقت تک نہیں ہوگا جب تک کہ عملاً دنیا میں مسلمانوں کے علماء سے امید کلیۃً قطع نہ ہو جائے۔ جب تمام دنیا کے بھروسے ختم ہو جائیں گے جب کوئی راہ باقی نہیں رہے گی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ آسمان سے امام مہدی کو بھیجے گا۔

چنانچہ اسی کی تصدیق اس پیشگوئی سے ہوتی ہے جس میں آئندہ زمانے کے حالات کا ذکر ہے کہ اسلام کا نام باقی رہ جائے گا قرآن کریم کے الفاظ صرف رہ جائیں گے اس کے پڑھنے پڑھانے کا رواج ختم ہو جائے گا۔ مسجدیں آباد بھی ہوں گی تو ویران ہوں گی، علماءھم شر من تحت ادیم السماء اس زمانے کے مسلمانوں کے علماء آسمان کے نیچے بدترین خلوق ہوں گے۔

پس اس انتہائی گہری رات کا جو منظر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھینچا ہے اس کے بعد مہدی نے آنا تھا اور یہی اللہ کا دستور ہے جو ہمیشہ سے چلا آ رہا ہے۔ ایک دفعہ مذہبی بگاڑ کو اپنی انتہا تک پہنچا نے دیتا ہے اور پھر وہیں سے روشنی پھوٹتی ہے۔ (الفضل انٹرنیشنل ۲۱ اپریل تا ۲۸ اپریل ۹۵ء)

کتب کی ضرورت ہے

دفتر امارت مقامی کو مکرم سید شفیع احمد صاحب محقق دہلوی مرحوم کی مندرجہ ذیل تصانیف کی ضرورت ہے۔ اگر کسی دوست کے پاس یہ کتابیں ہیں اور وہ قیمتاً دینا چاہتے ہوں تو دفتر امارت مقامی سے رابطہ کریں۔

نام کتب

۱۔ محققے ۔ ۲۔ مرزا حیرت کا فوٹو
۳۔ قول سدید ۔ ۴۔ کذابوں کا انجام
۵۔ مرزائیے

امیر جماعت احمدیہ قادیان

مالی سال کی آخری سہ ماہی

— اور —

مخلصین جماعت احمدیہ بھارت کی ذمہ داری

جیسا کہ احباب جماعت کو علم ہے کہ صدر انجمن احمدیہ کا رواں مالی سال ۳۰ جون ۹۵ء کو ختم ہو رہا ہے۔ گویا جب تک بدر کا یہ شمارہ قارئین کے ہاتھوں میں پہنچے گا۔ آخری سہ ماہی کے اختتام پذیر ہونے میں صرف دو ماہ کا عرصہ باقی رہ جانے گا۔ تدریجی اعتبار سے اب تک سال رواں کے مجموعی بجٹ لازمی چندہ جات کے بالمقابل ۸۰ (اسی فیصد) سے زائد وصولی ہو جانی چاہئے تھی مگر دفتری ریکارڈ کے جائزہ سے معلوم ہوا ہے کہ ہنوز ۶۰٪ (ساٹھ فیصد) رقم بھی وصول نہیں ہو پائی ہے۔ گویا بجٹ آمد لازمی چندہ جات کی ۴۰٪ (چالیس فی صد) کمی کو بقیہ دو ماہ میں پورا کرنے کے لئے ہمیں دعاؤں کے ساتھ ساتھ بہت زیادہ محنت اور جد وجہد کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ اس لئے نظارت ہذا جملہ مخلصین جماعت، عہدیداران کرام اور مبلغین و معلمین سلسلہ سے درخواست کرتی ہے کہ وہ اپنی دیگر مصروفیات سے وقت نکال کر اس اہم فریضہ کی ادائیگی کی طرف خصوصی توجہ دیں اور کمی بجٹ کو جلد از جلد پورا کرنے کی کوشش کریں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ عہدیداران کرام اور مبلغین و معلمین حضرات بذات خود ہر نادہندہ اور بقایا دار کے پاس پہنچیں اور ان کو مالی قربانی کی عظمت و اہمیت اور سلسلہ کی روز افزوں ضروریات سے آگاہ کریں تا ان کے دلوں میں بھی ایمانی جذبہ پیدا ہو اور وہ دلی بشاشت کے ساتھ اپنی کوتاہیوں کا ازالہ کر سکیں۔

احباب جماعت کو چاہئے کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے سے متعلق کئے ہوئے مقدس عہد بیعت کو ہمیشہ اپنے ذہنوں میں مستحضر رکھیں اور حتی المقدور اس کے عظیم تقاضوں کو پورا کرنے کی کوشش کریں تا اس کے نتیجہ میں وہ اللہ تعالیٰ کے بے پایاں فضلوں اور رحمتوں کے وارث بن سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کا اہل بننے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

ناظر بیت المال آمد۔ قادیان

مدرسۃ المعلمین میں داخلہ کے لئے درخواستیں مطلوب ہیں

احباب جماعت کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مورخہ یکم ستمبر ۱۹۹۵ء کو مدرسۃ المعلمین کا نیا تعلیمی سال شروع ہوگا۔ خواہشمند صحت مند نوجوان جو خدمت دین کا جذبہ رکھتے ہوں درج ذیل کوائف کے ہمراہ صدر / امیر جماعت کے توسط سے اپنی درخواستیں مطبوعہ فارم پر دفتر وقف جدید بیرون میں ارسال کریں مطبوعہ فارم دفتر وقف جدید بیرون سے حاصل کر سکتے ہیں۔

داخلہ کی شرائط درج ذیل ہوں گی۔

۱۔ درخواست دہندہ اپنی زندگی وقف کرنے کا خواہشمند ہو۔
۲۔ جسمانی و ذہنی طور پر صحت مند ہو۔
۳۔ کم از کم میٹرک پاس ہو (استثنائی صورت میں انڈر میٹرک کو بھی لیا جا سکتا ہے)
۴۔ قرآن کریم ناظرہ جانتا ہو۔ (۵) عمر پچیس سال سے زائد نہ ہو۔
۶۔ امیدوار کا غیر شادی شدہ ہونا ضروری ہے۔
۷۔ درخواست دہندہ اپنے تعلیمی و طبی سرٹیفکیٹ مع دو عدد فوٹو گراف پاسپورٹ سائز ۱۷ جولائی ۱۹۹۵ء تک ارسال کریں۔
۸۔ تحریری ٹسٹ و انٹرویو میں معیار پر پورا اترنے والے طلباء کو ہی داخل کیا جائے گا۔

نوٹ:۔ ۱۔ قادیان آنے کے لئے سفر کے اخراجات امیدوار کو خود برداشت کرنے ہوں گے۔
۲۔ ٹسٹ و انٹرویو میں فیل ہونے کی صورت میں واپسی سفر اپنے خرچ پر کرنا ہوگا۔
۳۔ قادیان آتے وقت موسم کے لحاظ سے گرم، سرد کپڑے، رضائی، بستر وغیرہ ہمراہ لانے ضروری ہیں۔

نائب ناظم وقف جدید بیرون قادیان

ضروری اعلان بابت تبلیغی و تربیتی مساعی

جملہ جماعتوں اور ذیلی مجالس کے لئے اعلان ہے کہ بدر میں شائع کرنے کے لئے اپنی مساعی کی مختصر اور جامع رپورٹیں بھجوایا کریں۔ بدر میں صفحات کی کمی کے باعث طویل رپورٹیں شائع کرنا ممکن نہیں ہوتا۔

اس امر کا خاص خیال رکھیں کہ اپنی مساعی کی رپورٹ ایک ہفتہ کے اندر اندر بھجوا دیں۔ بعض رپورٹیں کسی بھی مساعی کے کئی کئی دن کے بعد بھجوائی جاتی ہیں اس سے ایک طرف تو آپ کی حسن کارکردگی کی تازگی متاثر ہوتی ہے دوسرے قارئین کو بھی شکوہ ہوتا ہے کہ بدر میں رپورٹیں تاخیر سے شائع ہوتی ہیں۔

(ادارہ)

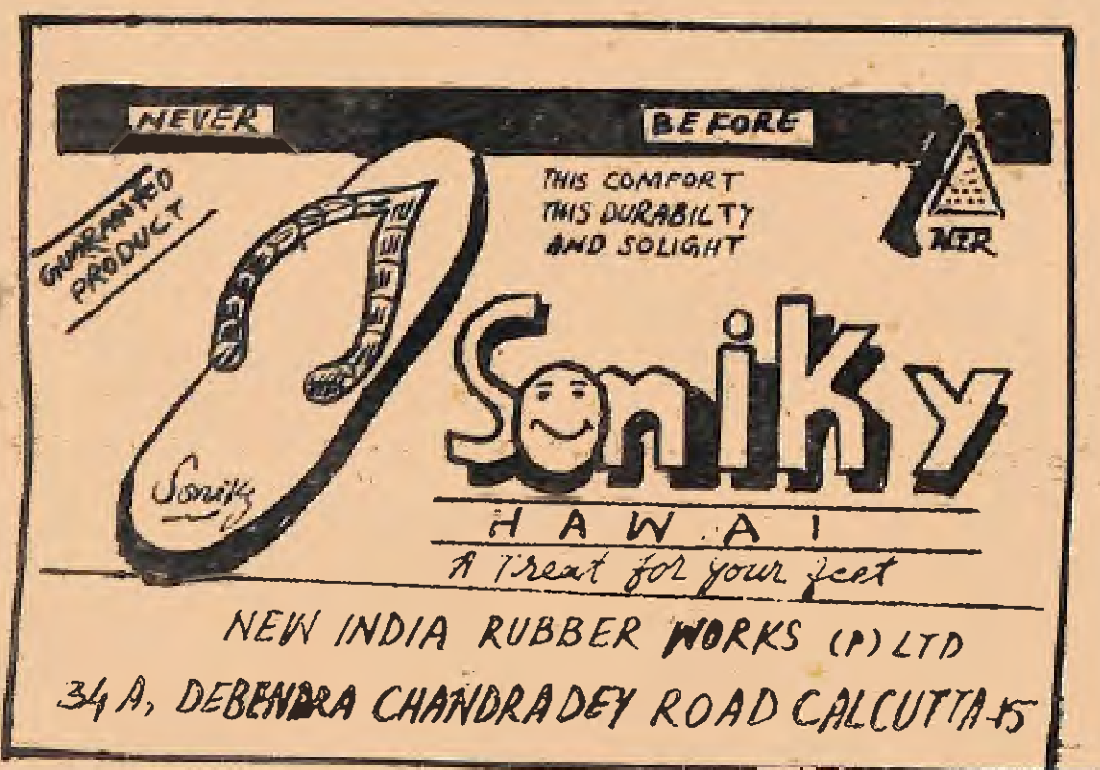

साप्ताहिक 'बद्र'

क़ादियान [पंजाब]

सम्पादक :-
मुनीर अहमद ख़ादिम
उप सम्पादक :-
मुहम्मद नसीम खान
क़ुरैशी मुहम्मद फ़ज़लुल्लाह

हिन्दी भाग | वर्ष 2 | 4 मई 1995 | अंक 18

पवित्र क़ुरआन

उन लोगों की तरह मत बनो जिन्होंने अल्लाह को भुला दिया।

"हे मोमिनो! अल्लाह के लिए संयम धारण करो और चाहिए कि प्रत्येक जान इस बात को ध्यान में रखे कि उसने कल (अर्थात् परलोक) के लिए क्या आगे भेजा है? तुम सब के सब अल्लाह के लिए संयम धारण करो। निस्सन्देह अल्लाह जो कुछ तुम करते हो उसे भली-भांति जानता है।

और उन लोगों की तरह मत बनो जिन्होंने अल्लाह को भुला दिया। सो अल्लाह ने ऐसा कि उनका अपना लाभ भी उनको भुला दिया। ये लोग अवज्ञाकारी है।

नरक-निवासी तथा स्वर्ग निवासी एक जैसे नहीं हो सकते। स्वर्ग-निवासी लोग ही सफल हैं।"

(अल्-हश्र 19 21)

हदीस शरीफ

अल्लाह के समीप हो जाओ

हजरत मुहम्मद मुस्तफ़ा सल्लल्लाहो अलैहिवसल्लम ने फ़र्माया कि अल्लाह ताआला फ़र्माता है कि यदि कोई व्यक्ति (बन्दा) बालिश्त भर मेरे समीप आता है तो मैं हाथ भर उसके समीप होता हूं और जब वह हाथ भर मेरे समीप आता है तो मैं दोनों हाथों के बराबर उसके समीप होता हूं। यदि वह चलकर मेरी ओर आता है तो मैं दौड़कर उसकी ओर आता हूं।"

(बुख़ारी)

शान्ति के समान उत्तम वस्तु और कोई नहीं

फ़र्मान हज़रत मिर्ज़ा ग़ुलाम अहमद मसीह मौऊद अलैहिस्सलाम

प्रिय देशवासियो! शान्ति के समान उत्तम वस्तु और कोई नहीं। हम लोगों को इस तरह समझौते से एक राष्ट्र और एक मानव जाति के रूप में परिणत हो जाना चाहिए। आप देखते हैं कि देश में परस्पर कितना विरोध भाव है, और जानते है कि कलह को बढ़ाने वाली परस्पर की निन्दा और इस कटु भाषण से देश को कितनी हानि उठानी पड़ी है आइये और परस्पर के सौहार्द के मधुर फल का रसास्वादन कीजिए समझौते का यही एक उपाय है। किसी अन्य उपाय से समझौता और शान्ति का प्रयत्न ऐसा ही होगा कि किसी ऐसे फोड़े को जो ऊपर से साफ और स्वच्छ दीख पड़ता है देखकर यह विश्वास कर लिया जाए कि बाहर से तो देखने में चमकीला और चिकना है, किन्तु उसके भीतर दूषित और बदबूदार पीप भरा है।" (पैग़ामे-सुलह)

मालेगांव (महाराष्ट्र) में अहमदिया मुस्लिम प्रचारकों के एक ग्रुप पर हमला 9 व्यक्ति गम्भीर रूप से घायल

बम्बई 9 अप्रैल (U.N.I) यहां से लगभग 250 कि.मी. उत्तर-पूर्व में स्थित मालेगांव में हजारों व्यक्तियों के एक झुण्ड ने अहमदिया मुसलमानों के एक ग्रुप पर उस समय हमला कर दिया जबकि वह अपना धार्मिक लिटरेचर वितरित कर रहे थे। जिसके नतीजे में अहमदिया मुस्लिम सम्प्रदाय (फिरका) के 9 सदस्य जिनमें जमात अहमदिया बम्बई के मिशनरी इन्चार्ज भी शामिल हैं, गम्भीर रूप से घायल हो गये। कल रात मिली सूचना के अनुसार धार्मिक प्रचारकों का यह ग्रुप बम्बई से मालेगांव गया था जो मुस्लिम बाहुल्य क्षेत्र का एक औद्योगिक नगर है। यह ग्रुप इसलिये वहां गया था कि वहां अपना धार्मिक लिटरेचर वितरित कर सके। ये प्रचारक प्रातःकाल से ही अली अकबर डिस्पेंसरी के समीप अपना लिटरेचर वितरित कर रहे थे अचानक दोपहर के समय लाठियों और पत्थरों से सुसज्जित एक भारी भीड़ ने उन पर हमला कर दिया और निर्दयता से उन्हें मारा पीटा।

पारिवारिक सूत्रों के अनुसार घायलों में से अहमदिया मुस्लिम जमात बम्बई के कर्मचारियों के नाम इस तरह है। बुरहान अहमद ज़फ़र मुख्य मिशनरी इन्चार्ज बम्बई जमील अहमद मुज़फ्फर अहमद मु० अब्दुल्ला नसीर अहमद ताहिर अहमद मु० अशरफ़ इमरान अहमद और मोहसिन अली। पारिवारिक सूत्रों का कहना है कि घायलों में से ताहिर अहमद मु० अशरफ़ इमरान अहमद और मोहसिन अली की हालत अत्यन्त गम्भीर है। प्राप्त सूत्रों से अनुसार इन सभी घायलों को नासिक शहर के सिविल अस्पताल में चिकित्सा के लिए भर्ती करा दिया गया है। जहां पर उनका उचित इलाज चल रहा है।

बम्बई की सुरक्षा राज्य पुलिस (स्टेट कन्ट्रोलरूम पुलिस) का कहना है कि ये हादसा दोपहर को 1 बजकर 15 मिनट पर उस समय हुआ जब अहमदिया मुसलमानों का एक ग्रुप अपने अक़ीदे को अभिव्यक्त कर रहा था। और परचे बांट रहा था। पुलिस का कहना है कि हमलावर लिटरेचर में छपे इस वाक्य पर भड़क उठे कि "अधिक संतानोत्पत्ति न की जाय और एक से अधिक स्त्री न रखी जाय" इस सन्दर्भ में आजाद नगर पुलिस ने याकीन आलम कासिम के अलावा 14 अन्य व्यक्तियों को भी हिरासत में ले लिया है और उनके विरुद्ध कई केस दर्ज कर लिए है। इन में गैर कानूनी तौर पर जमा होने वाले हथियारों के साथ-साथ हमला करने और सरकारी कर्मचारियों को अपने कर्तव्य पालन से रोकना भी सम्मिलित है।

अहमदिया मुस्लिम जमात बम्बई का कहना है कि अहमदिया मुस्लिम मिशन के इन्चार्ज की ओर से नासिक से मिली रिपोर्ट के अनुसार हमलावर दल की संख्या लगभग डेढ़ लाख थी। जब कि बम्बई पुलिस ने इस भीड़ का कोई अनुमान नहीं लगाया। अहमद जफ़र (बम्बई) की रिपोर्ट के अनुसार हमलावर भीड़ के सिर्फ 15 व्यक्ति गिरफ्तार किये गये थे परन्तु उन्हें उसी समय रिहा कर दिया गया। जब भीड़ ने धमकी दी कि अगर गिरफ्तार मुजरिमों को न रिहा किया गया तो वह पुलिस पर धावा बोल देगी बम्बई की जमात अहमदिया ने इस हमला के लिए मालेगाँव के मुस्लिम धार्मिक कट्टरपंथी लीडरों को दोषी ठहराया है उन्होंने कहा कि उन्हें ये धमकी दी गयी थी कि अगर उन्होंने अपने अकीदे को अभिव्यक्त करने का काम बन्द न किया तो उन्हें खतनाक अन्जाम भुगतने पड़ेंगे। लेकिन उन्होंने इस धमकी की परवाह न करते हुए अपना काम जारी रखा क्योंकि उन्हें धार्मिक अकीदे के प्रचार करने का पूरा अधिकार था उन्होंने कहा कि हम ने कभी भी किसी को अपने सम्प्रदाय (फिरका) में सम्मिलित होने के लिए कोई दबाव नहीं डाला बल्कि हम तो साफ-साफ कहते हैं कि कोई भी व्यक्ति मजबूर होकर हमारे सम्प्रदाय में न सम्मिलित हो। अतः अगर उन्हें हमारे धार्मिक अकीदे (पूरा) पसन्द हैं तो वह अवश्य उसमें सम्मिलित हो सकते हैं। हमने कभी कोई बात किसी को जबरन नहीं कही अहमदियों का दावा है कि देश भर में उनके लगभग 5 लाख व्यक्ति इस सम्प्रदाय के मानने वाले हैं तथा तमाम बड़े-बड़े नगरों में उनके मिशन स्थापित हैं जहां पर धार्मिक शैक्षणिक तथा चिकित्सा का कार्य होता है और उनका मुख्य केन्द्र 'क़ादियान' है जो उत्तरी पंजाब के गुरदासपुर जिले में स्थित है। (हिन्द समाचार 10 अप्रैल 1995)

पाँच अहमदी पत्रकारों को मृत्युदण्ड (मौत की सजा)

वाशिंगटन 9 अप्रैल (P.T.I) पत्रकार सुरक्षा संघ कमेटी ने सन् 1994 ई० में पत्रकारों पर हुए हमलों के बारे में विश्व-स्तरीय आंकलन किया। जिस पर अन्ततः 1994 के दौरान पाकिस्तान में 5 अहमदी सम्प्रदाय से संबंध रखने वाले पत्रकारों को तौहीने-रिसालता के आरोप मे प्राण दण्ड कानून के तहत सजा का कसूरवार ठहराया गया पत्रकार सुरक्षा संघ कमेटी ने कहा है कि पाकिस्तान के तौहीन-रिसालत कानून के तहत 5 अहमदी पत्रकारों को मुजरिम करार दिया गया है। जो कि अहमदी सम्प्रदाय के अनुयायी हैं। और पाकिस्तान में उनको गैर मुस्लिम ठहराया गया है इन पत्रकारों पर ये आरोप है कि उन्होंने गैर मुस्लिम होने के बावजूद स्वयं को एक मुसलमान के तौर पर प्रदर्शित किया और ऐसा करके उन्होंने बड़ी संख्या वाले सम्प्रदाय (फिरका) का दिल दुःखाया और उनकी आत्मिक भावना को ठेस पहुंचायी।

(हिन्दसमाचार 10 अप्रैल 1995)

इमाम महदी, मसीह मौऊद तथा कल्कि अवतार के आने का समय

(भाग 2)

कुर्आन शरीफ मे है कि पृथ्वी और समुद्र दोनों ही दूषित हो गए थे" इसका अभिप्राय यह है कि समस्त मानव जाति चाहे वे असभ्य और अशिक्षित थे, चाहे जो अपने को सभ्य और शिक्षित समझते थे, तथा महाद्वीपों के रहने वाले अथवा समुद्र के मध्य छोटे-छोटे द्वीपों मे बसने वाले सब दूषित हो चुके थे अर्थात् समस्त भूमण्डल पर पाप जोरों पर था और सभी लोग परमात्मा से विमुख हो चुके थे।

अरबवासियों की दशा भी बहुत ही दूषित थी। वह इतने पतित और भ्रष्ट हो चुके थे कि उनको कठिनता से ही मनुष्य कहा जा सकता था कोई भी ऐसा दुष्कर्म नहीं था जो उनमें न था और कोई भी ऐसा दुराचार दृष्टिगोचर नहीं होता जो उनमें फैला हुआ न था चोरी और डकैती तो उनका दैनिक कार्य ही था निरपराध व्यक्तियों का रक्त बहाना उनके लिए कीड़े मकोड़े आदि को पैर से कुचल देने जैसा कार्य था। अनाथों की सम्पत्ति को हरण करने के लिए अरब लोग उन को मार डालते थे। अपनी लड़कियों को जीवित ही भूमि में गाड़ देते थे। व्यभिचार पर तो वह गर्व करते थे और अपनी कविताओं में स्पष्ट रूप से अश्लील बातें कहते थे यह बातें अत्यन्त नीच होती थीं। मद्यपान की ऐसी बहुतात थी कि कोई भी घर इस व्यसन से खाली नहीं था। द्यूत-क्रीड़ा में तो अन्य जातियों से अत्यधिक बढ़े हुए थे। किन्तु जब उस पावन विभूति हज़रत मुहम्मद मुस्तफ़ा ने इन दूषित लोगों को नव जीवन प्रदान करना आरम्भ किया और उस पवित्र आत्मा ने जब अपना समय उनको पवित्र तथा शुद्ध करने में लगाना शुरु किया और अपने पवित्र आचरण का उन पर प्रभाव डाला तो थोड़े ही दिनों में वे असभ्य तथा जंगली लोग मनुष्य बन गये और फिर वे ईश्वर के अनुरागी और उस की भक्ति से ऐसे परिपूर्ण हुए कि उन्होंने ईश्वर के नमित्त महान कष्टों को सहन किया और घोर आपात्तियों को सहर्ष अंगीकार किया। यह वह इनक़लाब था जो हज़रत मुहम्मद मुस्तफ़ा ने संसार में पैदा किया। इस महान अवतार के आने के एक हजार तीन सौ साल बाद फिर संसार में कलियुग का प्रभाव बढ़ जाना था। यह कलियुग की अन्तिम शताब्दी थी जिस में कल्कि अवतार ने प्रकट होना था (इस हिसाब के अनुसार उन्नीसवीं शताब्दी ईसवी या तेहरवीं शताब्दी हिजरी के अन्त में और चौदहवीं शताब्दी हिजरी या बीसवीं शताब्दी विक्रमी के शुरु में कल्कि अवतार आना चाहिए। यह हिसाब जो हम ने हिन्दू शास्त्रों से लगाया है यही हिसाब ईसाईयों तथा मुसलमानों की धर्म पुस्तकों से निकलता है। इससे पहले कि हम मसलमानों तथा ईसाईयों की धर्म-पुस्तकों से कुछ लिखें, कल्कि अवतार के आगमन के बारे में सूरदास जी का बताया हुआ समय लिखना आवश्यक समझते हैं। सूरदास जी ने लिखा है :

'एक सहस्र नौ सौ से ऊपर ऐसा योग परे।'

यह एक हजार नौ सौ से ऊपर का समय अन्य कुछ नहीं केवल विक्रमी सम्वत् ही हो सकता है। सूरदास जी के समय उत्तरी भारत में केवल विक्रमी सम्वत् ही प्रचलित था वह लिखते हैं कि कल्कि अवतार 1900 सम्वत् विक्रमी के बाद आयेगा। 1900 विक्रमी ईसवी सम्वत् के अनुसार 1843 ई० बनता हैं। इससे यह सिद्ध हुआ कि कल्कि अवतार का आविर्भाव 1843 ई बाद होगा।

जब हम पवित्र बाईबल (ईसाई धर्म पुस्तक) को देखते हैं तो उसमें नबी दानियेल की पुस्तक में यह लिखा पाते हैं। :

"दानियेल चला जा, क्योंकि यह बातें अन्त समय तक के लिए बन्द रहेंगी। बहुत लोग अपने को निर्मल और उजले कर रहे होंगे और उनको परीक्षा की जाएगी, किन्तु दुष्ट, शोखी शरारत करते रहेंगे और दुष्टों में से कोई यह बात न समझेगा, परन्तु जो बुद्धिमान हैं, वे ही समझेंगे जब से नित्य अग्नि बलि उठाई जाएगी तथा मूर्तियों का विनाश किया जाएगा तबसे 1290 दिन बीतेंगे।

(दानियेल अध्याय 12, श्लोक 9 से 13 तक)

(शेष बाद में)

बदर प्रेस कादियां, फोन 20121 घर 20611

प्रिन्टर व पब्लिशर मुनीर अहमद हाफिजाबादी